ہدیہ احقر بگراں خدمت جناب مولوی میر قطب الدین علی صاحب سررشتہ دار معتمد بارگاہ

حصہ اول

بستان آصفیہ

یعنے

مکمل حالات سلطنت آصفیہ

مؤلفہ

مانک راؤ وٹھل راؤ

مؤلف تفریح الحیات۔ سربیان چکرورتی راجہ اشوک کا جیون چرتر۔ وید ونیتی وغیرہ

باہتمام سید محمد طاہر رضا

در مطبع انوار الاسلام حیدرآباد دکن بحلیہ طبع محلی گردید

۳۰ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۶ ہجری .... قیمت عہ روپیہ سکہ محبوبیہ

بار اول .... پانصد

مختصر فہرست تاریخ بستان آصفیہ

تہدیہ

مین اس ناچیز کتاب کو اپنے واجب التعظیم والد بزرگوار وٹھل راؤ صاحب بیکنٹھ باشی کے نام نامی کے ساتھ اُنکی اُس پدرانہ شفقت کی یادگار کے طور پر معنون کرنیکی عزت حاصل کرتا ہون جو اُنھون نے میری پرورش اور تعلیم و تربیت کے متعلق مبذول فرمائی تھی۔

خاکسار

مؤلف



H. H Nizam of Hydrabad हैदराबादचे निजाम.

c s p.



माणिकराव विठ्ठलराव हुसेनसद्दा, हैद्राबाद.

مانک راو وٹھل راو

चित्रशाळा प्रेस, पुणें.

دیباچہ

حصۂ اوّل

باب ۱

فصل ۱

فصل ۲

فصل ۳

فصل ۲

فصل ۳

فصل ۴

باب ۳

فصل ۱

فصل ۲

فصل ۳

فصل ۴

فصل ۵

فصل ۶

فصل ۷

باب

فصل ۲

فصل ۳

فصل ۴

فصل ۵

فصل ۶

فصل ۷

نیگ جنس امپرومنٹ سوسائٹی۔ دار التفریح۔ لیڈ سنیر کوسنیگ لائبریری۔ سنارگ ورشک کلب۔ بھارت گون ورڈ
سفو استہا۔ انجمن نظامیہ۔ انجمن عثمانیہ۔ انجمن ثمرۃ الادب۔ انجمن خرد افروز۔ انجمن ترقی علوم قدیمہ۔ ینگ مینس
ڈبٹنگ روم لائبری۔ اقبال کلب۔ عثمانیہ ریڈنگ روم لائبریری۔ انجمن اصلاح خیالات۔ خیر خواہ آصفیہ
ائڈ ریڈنگ روم لائبریری۔ انجمن اتفاق دکن۔ مجلس دائرۃ المعارف انتظامیہ۔ کتب خانہ آصفیہ۔ ترجمہ
علوم وفنون۔ تدوین اہل بیت۔ انجمن حجاز ریلوے۔ مجلس مواخاۃ المسلمین۔ انجمن معیار العمر۔
انجمن اردو۔ انجمن سرمایہ تعلیمی۔ اصلاح تمدن۔ افتخار دکن۔ جلسہ اتحاد۔ انجمن معین المسلمین معہ قرض حسنہ
وغیرہ وغیرہ کے حالات بانی انجمن وسکرٹری۔ تاریخ انعقاد۔ ضروری قواعد وغیرہ کا حال لکھا گیا ہے۔ کتب خانہ
آصفیہ اور حیدرآباد کی دوسری خانگی کتب خانون کی فن واری فہرست اور تعداد کتب۔ ۶۷۳

فصل ۳

اخبارات ورسالہ جات نظم ونثر۔ اخبار شفق۔ شوکت الاسلام۔ ہزار داستان۔ اخبار آصفی۔
افسر الاخبار۔ سفیر دکن۔ سید الاخبار۔ محبوب القلوب۔ ملک وملت۔ نظارۂ عالم۔ جام جمشید۔
عزیز الاخبار۔ حیدرآبادی۔ دکھنی۔ جلوۂ محبوب۔ علم وعمل۔ محبوب گزٹ۔ المحبوب۔ دکن پنچ۔
مشیر دکن۔ مظلوم دکن۔ جریدہ اعلامیہ۔ پولیس گزٹ۔ زبان مرہٹی کے اخبار ورسالہ۔ نظام وی بھو
بھاگیش نگر۔ رسالہ سری بھاگیش دیجے۔ ماہانہ رسالہ نظم ونثر۔ رسالہ طبابت حیدرآباد۔ معلم شفیق۔ ادب
فنون حسن۔ الحقائق۔ معلم۔ معلم نسوان۔ سحر بیان۔ منتخب روزگار۔ افسر۔ دلگداز۔ پیام محبوب۔
شمس الکلام۔ دبدبۂ آصفی۔ میڈیکل جنرل۔ جلوۂ محبوب۔ محبوب الکلام۔ نسیم دکن۔ افسانہ۔ دکن ریویو
الہادی۔ صحیفہ۔ مذاق سخن۔ خیال محبوب یا محبوب عالم۔ معیار الانشار۔ مخزن الفوائد۔ ادیب ۲
قانونی۔ مقنن دکن۔ آئین دکن۔ تشریح القوانین۔ تکمیل الاحکام۔ مراۃ القوانین۔ رسالہ مالگزاری۔
۱۲۔ انگریزی اخبار۔ اور ۲ رسالہ۔ آخر مین ایک تختہ۔ اُن اخبارون اور رسالون کا جن کے تفصیلی
حالات نہ معلوم ہو سکے۔ کل اخبارون اور رسالون کا آغاز اور اُن کے مقاصد وقواعد ونام اڈیٹر وغیرہ
اور دلچسپ امور درج کیے گئے ہین۔ ۶۸۹

فصل ۴

رجسٹری شدہ کتب۔ ضروری تمہید جس مین رجسٹری کتب کی ابتداء اور ضروری امور درج کیے گئے ہین اور سنہ ١٢٩٩ فصلی سے سنہ ١٣١٧ ف تک کی کل رجسٹری شدہ کتب کی فہرست فن واری اور سنہ واری معہ تعداد لکھی گئی ہی۔ ۷۰۵

فصل ۵

فہرست کتب تواریخ متعلق ملک دکن اور ملک سرکار نظام۔ ضروری تمہید۔ اس فصل مین کتب تواریخ جن مین ملک دکن کا حال عموماً اور ملک سرکار نظام کا حال خصوصاً ہی وہ لکھو گئے ہین جن مین اردو انگریزی فارسی وغیرہ کی کتابین ہین۔ اس سے اسقدر مقصد ہی کہ اگر کسی شخص کو ملک دکن یا ملک نظام کی تاریخ لکھنا ہو تو وہ آسانی کے ساتھ کتب مہیا کر سکے۔ ان ہی تاریخون مین جن کتب پر + علامت ہی اُن سے مولف نے اس کتاب کی تالیف مین مدد لی ہی۔ ۷۱۶

فصل ٦

تجارت و کارخانہ جات۔ اس فصل مین حیدرآباد کے کل کارخانہ جات کا مفصلاً حال لکھا ہی۔ کارخانہ قاسم صاحب بارہ گلی۔ کارخانہ توپ۔ صدر انبار خانہ ورک شاپ۔ دار الصنایع۔ اسٹور بنیادیق نزد بارہ دری چندو لال۔ کارخانہ صنعت ہند۔ بنک آف بنگال۔ بیانگنگ کمپنی۔ ایس کمپنی گولکنڈہ پامر اینڈ کمپنی۔ حیدرآباد اسپننگ اینڈ ویوہنگ کمپنی لمٹیڈ۔ کارخانہ کاغذ بالاپور۔ دواخانہ و شاپ عبد الرزاق۔ کارخانہ شال بافی گولکنڈہ۔ فلور مل۔ کارخانہ شکر۔ دیوالہ پستن جی۔ دیوالہ مہانند رام پورن مل۔ دیوالہ نین سی پدم سی۔ شاپ عابد۔ ایس فیکٹری حاجی طیب علی۔ ایس فیکٹری نزو مل۔ کارخانہ سفالی زیر تالاب حسین ساگر۔ ان کارخانون کے علاوہ ۸۰ کارخانہ جات اضلاع و اطراف مین جو واقع ہین اُن کا حال لکھا گیا ہی۔

فصل ۷

قدیم میلے مذہبی وغیرہ و مراسم و تماشے۔ بیوی کا علم یعنی صاحب حسینی علم۔ لنگر۔ عرس کوہ مولا۔

عرض حال

دکن کے متعلق انگریزی - اُردو اور فارسی زبانون مین اس قدر تاریخین لکھی گئی ہین کہ اگر کوئی اُن کو جمع کرنے بیٹھے تو کئی الماریان اُن سے بھر سکتی ہین -

اِس کثیر تعداد مین دکن کی تاریخون کے ہوتے ہوئے کسی نئی تاریخ دکن کا لکھنا دیکھنے والون کی نظرون مین کوئی مشکل کام نہین قرار پا سکتا لیکن مجھے اس تاریخ کے لکھنے مین جس قدر دقتین اور دشواریان پیش آئین اور اُس کے لیے مواد اور معلومات بہم پہونچانے مین مجھکو جس قدر کوشش کرنی پڑی اُس کو میرا ہی دل جانتا ہے -

مشکل اور دِقت پیش آنے کی وجہ یہہ ہوئی کہ مین نے اس کو پسند نہین کیا کہ آج تک دکن کی تاریخون مین جو جو واقعات جمع کیے گئے ہین اُن ہی کو مختلف تاریخون سے نقل کر کے دکن کے مورخون کا منھہ چڑھانے بیٹھہ جاؤن -

اسلیے مین نے اکثر تاریخون کو پیش نظر رکھکر جو مختلف زبانون مین دکن کے متعلق اب تک لکھی گئی ہین ایک ایسی تاریخ لکھنے کی کوشش کی جو اپنے موضوع کے لحاظ سے اُن سب تاریخون سے بالکل الگ اور متمیز ہو -

عام طور پر جو باتین اور جو واقعات تاریخون مین لکھے جاتے ہین مین نے اُن ہی پر اکتفا نہین کی بلکہ مین نے اُن کے علاوہ اُن باتون کو بھی ضبط تحریر مین لانے کی کوشش کی جن کو بلند پایہ مورخون نے ہیچ اور ناقابل التفات سمجھکر ضبط تحریر مین لانے کے بغیر چھوڑ دیا ہے -

ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ کسی ملک کے متعلق ایسی باتون اور معلومات کا فراہم کرنا جس کو واقعات کے طور پر تاریخ کے صفحات مین درج ہونے کی عزت نہ حاصل ہوئی ہو کس قدر کٹھن اور دشوار امر ہے -

چونکہ مین اپنے سن شعور سے اس بات کا عادی رہا ہون کہ ملک کے تمام ٹرے ٹرے واقعات جو میرے سُننے یا دیکھنے مین آتے تھے اُن کو مین اپنی یادداشت مین بقید تاریخ لکھتا رہتا تھا۔ اور تقریباً بیس سال تک مجھکو عالیجناب نواب شمس الملک ظفر جنگ بہادر کے دربار مین حاضر رہنے کی عزت و افتخار حاصل رہا ہے اس لیے مجھکو اخبار نویسون اور روزنامچہ نویسون کے ذریعہ سے تمام واقعات سے واقفیت حاصل کرنیکا موقع ملتا رہتا تھا۔ اس تاریخ کے لکھنے کے وقت مجھکو اپنی اُسوقت کی یادداشتون سے بہت بڑی مدد ملی اور اگر سچ پوچھا جائے تو اُن ہی یادداشتون کے بھروسہ پر مرے دل مین اس جدید طرز کی تاریخ لکھنے کی اُمنگ پیدا ہوئی۔

یہہ ایک مسلمہ بات ہے کہ جو شخص جس دُھن مین لگا رہتا ہے اُس کو اُس کے متعلق کچھہ نہ کچھہ کامیابی ضرور ہو جاتی ہے۔ اس دُھن مین بعض سامان ایسے پیدا ہو گئے کہ جس سے مری ہمت ٹوٹنے نہین پائی۔ بلکہ اُس مین اور مضبوطی آگئی۔ بقول شخصے "جو یندہ یابندہ" ایک لالہ جی کا روزنامچہ دیکھنے کا اتفاق ہوا جس سے حیدر آباد کے متعلق بہت سے ایسے واقعات اور ایسے معلومات کا پتہ لگا کہ جن کا ذکر تاریخون مین نہین پایا گیا اگر یہہ کھا جائے تو چندان نازیبا نہ ہوگا کہ تائید ایزدی ہمیری ساتھہ تھی اور یہ مشور کو یہہ منظور تھا کہ مین اپنی خواہش اور اپنے ارادہ کے مطابق اس تاریخی کتاب کے لکھنے مین ایک بڑی حد تک کامیاب ہون علاوہ اسکے ایک قدیم عنایت فرما کی توجہ سے مجھے ایک معزز اور معتبر صاحب کا روزنامچہ بھی دیکھنے کے لیے مل گیا جس مین حیدر آباد کے متعلق سنہ ۱۲۴۰ھ سے سنہ ۱۳۰۱ھ تک کے واقعات قلمبند تھے۔ معزز صاحب وہ شخص تھے کہ جو خود اور اُن کے والد نواب رشید الدینخان وقار الامرا اور اُن سے کے بزرگوارون کے دربار مین شب و روز حاضر رہتے تھے اسلیے حیدر آباد کے تمام ٹرے ٹرے واقعات سے مطلع ہونے کا اسطرح اُن کو اچھا موقع حاصل تھا غرض ان دونون روزنامچون کے مطالعہ نے اس کتاب کے لکھنے کے شوق کو اس قدر اُبھارا کہ مین اُس کو دبا نہ سکا۔

جب مین اپنے ابتدائی شوق اور انتہائی کاوشون پر نظر کرتا ہون تو اس کتاب کے آغاز اور انجام پر لسان الغیب حافظ شیراز علیہ الرحمتہ کا یہہ مشہور مصرعہ صادق پاتا ہون کہ "عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا"

ابتدا مین اس کتاب کی ترتیب کا جو شوق مجھے دامنگیر ہوا تھا اُسکی وجہ سے اخیر مین چلکر ایسی پاپڑ بیلنے پڑے کہ شروع مین جن کا وہم و گمان بھی نہ تھا - ایک ایک بات کی تحقیق اور دریافت کے لیے ایک شخص کے پاس ایک دو نہین بیسیون چکر لگانے پڑے بعض نے تو ہنس کر ہی ٹالدیا بعض نے آرے ہاتھے مین رکھکر گویا مجھے اپنے سلامیون اور درباریون مین داخل ہونے کی عزت بخشی بعض نے بھلمنساہت سے کام لیکر معلومات کے بہم پہونچانے مین کچھہ زیادہ بخل نہین کیا جس کی اُن سے خواہش کی گئی تھی - یہ صورت تو پرائیوٹ لوگون سے بہت سے امور کے نسبت معلومات حاصل کرنے کے متعلق پیش آئی - اسکے علاوہ بہت سی باتین دریافت کرکے نکالنے کے لیے مجھے سرکار عالی کے اُن تمام موازنون کی ورق گردانی کرنی پڑی جو شروع سے لیکر اتبک شایع ہوئے ہین - اور بہت سے امور کا صحیح صحیح کھوج لگانے کے لیے مجھے سرکاری جرایدے کے فائلون کی از ابتدا تا انتہا خاک چھاننی پڑی - اور اُنکی روئدادین رپورٹین دیکھنی پڑین اور پرانے اخبارونکے فائل کی اُلٹ پھیر کرنی پڑی مختلف سررشتون کے متعلق مختلف باتون کی دریافت اور تحقیقات کی غرض سے افسران سررشتہ سے خط و کتابت کرنیکی ضرورتین آئی خدا خدا کرکے چھہ سات سال کی مسلسل اور لگاتار محنت کے بعد آج مجھے یہہ دن دیکھنا نصیب ہوا کہ تکمیل کتاب کی جانب سے بے فکر ہو کر مین یہہ دیباچہ لکھہ رہا ہون -

مین نے اپنے شوق کے تقاضے سے جس کام کا بیڑا اُٹھایا تھا پرمیشور کا لاکھہ لاکھہ شکر ہے کہ اُس کام کو پرمیشور نے میرے ہی ہاتھہ سے انجام کو پہنچایا - اور اب مین اپنے آپکو یہہ کہنے کیلیے تیار پاتا ہون کہ اُس ست چت آنند پرمیشور نے میری محنت ٹھکانے لگادی - اس تاریخ مین صدہا واقعات ہین جنکی صحت کے متعلق مین نے اپنے امکان بھر کوشش کی ہے - اگر اس پر بھی کہین اختلاف پایا جائے تو مغز ناظرین کی بلند حوصلگی سے امید کی جاتی ہے کہ معاف فرماکر اُس کی صحت کر لینگے -

اس دیباچہ کے اخیر مین اظہار شکریہ کے طور مین اپنے بعض اُن عنایت فرماؤن کے اسمار گرامی ہدیہ ناظرین کرنا چاہتا تھا جنھون نے اس کتاب کے لیے معلومات فراہم کر دینے مین نہایت فراخدلی اور کشادہ پیشانی کے ساتھہ میری فرمائشین پوری کین تھین - مگر اُن صاحبون نے اپنی کسر نفسی کے

باعث نام کا اظہار ناپسند کیا جسکا مجھکو افسوس رہا - اس تاریخ کے ترتیب دینے مین جناب مولوی
مجیب احمد صاحب تمنائی - مولوی سید محمد علی صاحب عرش ملیح آبادی - مولوی سید منظر علی صاحب
فرزند جناب اشہری - نے بہت کچھہ مدد دی جن کا شکریہ ادا کیے بغیر مین نہین رہ سکتا -
افسوس ہے کہ ۱۳۲۶ھ کی طغیانی کے عالمگیر اثر سے یہ کتاب بھی محفوظ نہین رہی - گزشتہ رجب کے
مہینے مین مطبع اختر دکن مین اسکی چھپائی کا کام نہایت سرعت کے ساتھہ ہو رہا تھا اور ارادہ تھا
کہ آغاز ۱۳۲۷ھ مین کتاب شایع کر دی جائے گی - کہ اس اثنا مین رود موسی مین طغیانی آگئی -
چونکہ مطبع اختر دکن طغیانی زدہ رقبہ مین واقع تھا اس لیے اُس کو نقصان پہنچا اور کتاب ہذا ۱۲۰
صفحہ تک چھپ کر رہگئی - ان مین کے اکثر فرمے اور آیندہ کا کئی صفحہ مسودہ اور کئی ریم کاغذ برباد
ہوگیا پھر از سر نو اس کے طبع کرانے کا انتظام دوست احباب کے تقاضے سے مطبع انوار الاسلام مین
کرایا گیا - اور اسطرح پر کتاب ہذا کے چھپ کر نکلنے مین غیر متوقع تاخیر ہوئی آخر مین مالک و منیجر مطبع
انوار الاسلام کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ اس تاریخ کے طبع کر دینے مین اُنھون نے حسب وعدہ
اپنے کام کو انجام دیکر معاملہ کی صفائی کا عملی ثبوت دیا فقط

مرقومہ یکم جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ | خاکسار - مانک راؤ وٹھل راؤ
حیدر آباد دکن - حسینی علم | علاقہ نواب سر خورشید جاہ مرحوم

باب اوّل
جغرافیہ

موقع - رقبہ - حدود ارضی

مملکت آصفیہ کوہ ہمالیہ کے نیچے پندرہ[۱۵] درجہ دس دقیقہ اور اکیس[۲۱] درجہ ۵۰ دقیقہ عرض البلد شمالی اور چوہتر درجہ پینتالیس[۴۵] دقیقہ اور اکیاسی[۸۱] درجہ پینتیس[۳۵] دقیقہ طول البلد شرقی کے مابین واقع ہے اس کا عرض شمالاً جنوباً - اجنٹا کے غارون سے کپل تک تخمیناً ۴۸۳ میل اور طول شرقاً غرباً کھنڈلہ واقع ضلع اورنگ آباد سے بھدراچلم تک ۵۶۴ میل اور رقبہ ۸۲۶۹۸ میل مربع ہے -

فصل ۱ اسکے حدود اربعہ حسب ذیل ہین - شمال مین ملک برار ضلع خاندیس جنوب مین دریاے تنگ بھدرا - کرشنا و مشرق مین دریاے وردہا - گوداوری مغرب مین احمدنگر - شولاپور - بیجاپور - ڈہاڑوار - متعلقہ بمبی پریسیڈنسی -

طبعی صورت ملک آصفیہ ایک وسیع میدان ہے - اسکی سطح سمندر کی سطح سے بارہ سو[۱۲۰۰] فٹ سے ڈہائی ہزار فیٹ تک بلند ہے - خاصیت زمین کے لحاظ سے ملک قریب قریب مساوی حصون پر قدرتاً تقسیم ہوگیا ہے - شمالی و مغربی حصہ عموماً سرسبز و شاداب ہے برخلاف

اسکے جنوب کا ملک بنجر ہے۔

دریا — تمام ملک مین پچاس سے زیادہ ندیان ہین۔ لیکن ان مین بڑی مشہور ندیان گوداوری کرشنا۔ تنگ بھدرا ہین۔ باقی چھوٹی چھوٹی ہین

گوداوری — یہ ندی مغربی گھاٹ سے نکلی ہے اور خلیج بنگالہ اسکا دہانہ ہے۔ اسکا طول ۸۰۰ میل ہے۔ اورنگ آباد۔ بیڑ۔ ناندیڑ۔ پربھنی۔ نظام آباد۔ کریم نگر۔ ورنگل کے اضلاع مین روان ہے۔ اس سے ۶۰۰۰ میل مربع زمین سیراب ہوتی ہے۔

کرشنا — یہ دریا کوہستان مہابلشور سے نکلا ہے اور خلیج بنگالہ مین گرتا ہے۔ رائچور۔ محبوب نگر۔ نلگنڈہ۔ ورنگل کے اضلاع مین بہتا ہے۔ اسکا طول ۷۰۰ میل ہے جس مین سی ۴۰۰ میل مملکت آصفیہ مین ہے۔ اسکا اوسط پاٹ نصف میل کا ہے۔

بقیہ ندیون سے چند مشہور ندیان حسب ذیل ہین

نام ندی	طول	ضلع	دہانہ	کیفیت
تنگ بھدرا	۱۷۵	مغربی گھاٹ	دریاے کرشنا	ضلع رائچور مین روان ہے۔
پامین گنگا	۲۰۷	کوہ دیولگدہ واقع برار	گوداوری	اضلاع پربھنی۔ ناندیڑ۔ عادل آباد مین روان ہے
بہیما	۱۷۵	مغربی گھاٹ متصل پونہ	کرشنا	اضلاع گلبرگہ و رائچور مین بہتی ہے۔
مانجرا	۲۸۷	تعلقہ پاٹودہ ضلع بیڑ	گوداوری	اضلاع بیڑ میدک۔ ناندیڑ مین بہتی ہے
مانیر	۹۴	کوہ کلگو واقع ضلع کریم نگر	گوداوری	تعلقہ چنور اور عادل آباد مین بہتی ہے۔
منیرندی	۹۶	پاکہال	کرشنا	ضلع ورنگل مین بہتی ہے۔
رود موسی	۴۴۱		"	ضلع اطراف بلدہ نلگنڈہ مین بہتی ہے اسکے کنارہ حیدرآباد ہے

تالاب — تمام ملک مین (۲۰۴۸۰) تالاب ہین ان مین سب سے بڑا مشہور تالاب پاکھال کا ہے

دار الحکومت کے متصل بھی تین تالاب۔ میر عالم۔ میر جملہ اور حسین ساگر ہین۔

پاکہال
ضلع ورنگل مین ہی اسکا طول ۸۰۰۰ گز اور عرض ۶۰۰۰ گز اور رقبہ قریباً تیس میل ہے۔

میر عالم
اسکو میر عالم وزیر اعظم نے سنہ ۱۲۳۱ھ مین بنوایا تھا اسمین ایک ارب چوہتر کروڑ اسّی ہزار گیلن پانی اور ۱۰۳۵۰۰۰۰۰ مکسر گز زمین ہے۔

میر جملہ
یہ تالاب میر جملہ نے بلدہ کے جانب مشرق تیار کرایا اسکا رقبہ تخمیناً ۲ میل ہے اور یہہ بالکل شہر سے ملا ہوا ہے۔

حسین ساگر
یہ تالاب ابراہیم قطب شاہ کے عہد مین حسین شاہ ولی کے اہتمام سے سنہ ۹۶۵ھ مین تیار ہوا ہے۔ اسکی تعمیر مین دو لاکھ ہن[ط] صرف ہوے ہین۔

ابراہیم پٹن
یہ تالاب ابراہیم پٹن مین واقع ہے۔ اور سنہ ۹۶۰ھ مین ابراہیم قطب شاہ کے حکم سے تیار ہوا ہے۔

پہاڑ
ملک کی ساری زمین پتھریلی ہے اور اسمین پہاڑ بکثرت ہین۔ بخوف طوالت چھوٹے چھوٹے پہاڑونکا بیان قلم انداز کیا جاتا ہے۔ بڑے بڑے پہاڑ یہ ہین۔

سیاوری پربت
یہ کوہستانی سلسلہ (۳۰۶) میل طولانی ہے۔ اسمین سے (۲۵۰) میل ممالک محروسہ کے اضلاع نظام آباد۔ پربھنی مین ہین اجنٹا کا گھاٹ بھی جو ضلع اورنگ آباد مین ہے اسی مین شامل ہے۔

بالاگہاٹ
یہ کوہستانی سلسلہ بیڑ۔ ناندیڑ۔ نظام آباد کے اضلاع مین پہیلا ہوا ہے۔ اسکی ایک شاخ ضلع عثمان آباد مین ہوتی ہوئی گلبرگہ کے اضلاع مین چلی گئی ہے۔ اس کا طول دو سو میل ہے۔

کندی کال گٹہ
یہ سلسلہ ضلع ورنگل کے شمال و مشرق مین تیس میل تک پہیلا ہوا ہے۔

ممنی گرمہ
یہ سلسلہ رائچور کے مغرب مین ہے۔

ط یہ ایک طلائی سکہ تہا۔ اور ساڑہے چار روپیہ قیمت کا ہوتا تہا۔

راکھی گنڈہ یہ سلسلہ ضلع کریم نگر کے جنوب مین ہے - آمین وحشی اقوام رہتے ہین -

جنگلات شمال و مغربی ملک مین جنگل بہت ہین - جنوب مشرق مین بکثرت پاے جاتے ہین ان جنگلات مین ساگوان شیشم - بیجا سال وغیرہ بکثرت ہوتا ہے - ان مین سے چند جنگل جوچنور - مہادیوپور - پاکھال - امرآباد وغیرہ مین ہین - سرکار نے محفوظ کر لیے ہین -

آب وہوا آب وہوا معتدل اور مرطوب ہے - سال کا بڑا حصہ خوشگوار رہتا ہے - کیونکہ یہان سردی اور گرمی دونون اوسط درجہ پر رہتی ہین -

پیداوار نباتاتی پیداوار سے چاول - گیہون بکثرت پیدا ہوتا ہے علاوہ اسکے چنا - کلتھی توَر - تِل - باجرا - کودرم - جوار مکئی - راکہ - نیشکر - راگی - اُڑد - مونگ - مسور وغیرہ افیون - تمباکو - ہلدی - مرچ - ارنڈی - روئی - مٹر - آلو - مولی - گاجر - بیگن - سنگھاڑے وغیرہ پیدا ہوتے ہین -

میوہ جات میوہ جات کی قسم سے آم - شفتالو - جام - جامن - سیتھا پھل بافراط اور انجیر - انگور - تربوز - خربوزہ - کھیرا پیدا ہوتا ہے - رام پھل - منجل - ہرفہرپوڑی - گینگل کی پیدایش یہان سے مخصوص ہے -

حیوانات باستثنا ریسور دولت آصفیہ مین جیسے انواع واقسام کے حیوانات ہوتے ہین ایسے ہندوستان کے کسی قطعہ مین نہین پاے جاتے معمولی جانورون سے قطع نظر کر کے دیکھا جاے تو گھوڑے ہاتھی - ارنا بھینسا - پاکھال اور اسکوٹا کے پہاڑون مین بکثرت پاے جاتے ہین - نیل گاے - سانبر - چرخ - بھیڑیے - ریچھ - شیر - ان کی تمام ملک مین کثیر تعداد ہے -

پرند مرغان بادی سے - مرغی - مرغابی - قاز - بطخ - مینا - طوطا - بلبل - ہریل - چڑیا - مور - تیتر - بٹیر - کبوتر ہین -

معدنیات قدیم زمانہ مین ہیرے کی کانون کے لیے یہ ملک نہایت مشہور تھا - کوہ نور ہیرا جو دنیا بھر مین مشہور ہے اسی ملک کی کان واقع گولکنڈہ سے برآمد ہوا تھا - اسوقت

ہیرے کی کوئی کان نہین ہے لیکن سونے اور آہنی دہاتون کی کانین بکثرت ہین دریاے گوداوری کے اُن سواحل پر جہان سرخ رنگ کے پتھر پاے جاتے ہین آہنی دہاتون کی کانین کثرت سے موجود ہین -

وندلی ضلع رائچور مین عرصہ دراز سے ایک کان مین سونا نکل رہا ہے - سنگارینی ضلع ورنگل مین کویلے کی بہت بڑی کان ہے اس سے ۱۸۹۰ء مین ۱۸۶۹۲۵ ٹن کوئلہ برآمد ہوا تھا -

صنعت و حرفت

ملکی مصنوعات ورنگل ریشمی - سوتی - اونی - قالین - اورنگ آباد کا زربفت - ہمرو ریشمی کپڑا - کمخواب - بیدر کے عجیب و غریب گلکاری کے ظروف - نانڈیڑ کے سیلے ایلگندل کی ساڑیان مشہور ہین - تقریباً تمام ملک مین کمبل اور کپڑا تیار ہوتا ہے - مرہٹواری اور تلنگانہ مین نہایت عمدہ شکر بنتی ہے - ورنگل گلبرگہ کے محبس مین قالین سازی کے کارخانجات بھی قایم ہین -

نظام آباد کے اضلاع مین اعلی قسم کا فولاد بھی تیار ہوتا ہے - آلات حرب سے تلوار - خنجر - قرول - برچھا - باروو - ملک کے تمام اضلاع مین بنتے ہین -

تجارت

ملکی مال غیر ممالک مین بہت کم جاتا ہے جسکی وجہ سے ملکی صنعت و حرفت تنزل کے عالم مین ہے - غیر ممالک خاصکر یورپ کے مصنوعات ملک مین کثرت سے آتے ہین

اقوام

دولت آصفیہ مین روے زمین کے باشندے موجود ہین - اُن اقوام کے نام جنکی بود و باش قدیم الایام سے اس سرزمین سے مخصوص ہے یہ ہین - گونڈ - بھیل - وہیڑ - مرہٹے - تلنگے - کنڑے - مسلمان - باوجود اسکے یہ ملک تقریباً سات سو برس سے مسلمانون کے زیر حکومت ہے - مہدیون کی تعداد بہ نسبت دیگر فرق مسلمانونکی بہت ہے - ہندو فی صدی نود اور انکے مقابل مین مسلمانون کا شمار فی صدی دس ہے -

یہ لوگ بہ کثرت ہندو - بدھ - جین - سکھ - اسلام وغیرہ مذاہب کے پیرو ہین -

اگرچہ عیسائی مذہب یہان کے ملکی باشندون مین آجکل کثرت سے پہیل رہا ہے۔ تاہم انکے پیروون کی تعداد نہایت قلیل فیصدی دو کے قریب قریب ہے۔

زبان

ممالک محروسہ مین تلنگی۔ مرہٹی۔ کنڑی۔ گونڈی۔ بنجاری۔ اور اردو زبانین بولی جاتی ہین۔ زبان آخر الذکر تمام ملک مین سمجھی جاتی ہے۔ تلنگی۔ تلنگانہ سے۔ مرہٹی مرہٹواڑی سے۔ کنڑی کرناٹک سے مخصوص ہے۔ گونڈی اور بنجاری زبانین وحشی اقوام کی ہین۔ جنکی بود و باش جنگل اور پہاڑون کے درون مین ہے۔ عربی۔ فارسی۔ انگریزی۔ گجراتی وغیرہ السنہ کے بولنے والے بھی ملک مین ہین لیکن ان کی تعداد قلیل ہے۔

ملکی تقسیم بلحاظ قومی آبادی

ملک کی تقسیم قومی آبادی کے لحاظ سے تین طبقون مین ہے۔ مرہٹواڑی۔ تلنگانہ۔ کرناٹک۔ شمالی مغربی ملک مین چونکہ مرہٹے رہتے ہین اسوجہ سے وہ مرہٹواڑی کہلاتا ہے۔ تلنگانہ مشرقی کہلاتا ہے۔ اسمین تلنگی قومین آباد ہین۔ جنوب۔ مغربی طبقہ کرناٹک ہے۔ اسمین کنڑے آباد ہین۔ ان اقوام کی آبادی ان طبقون سے مخصوص ہے۔

ملکی تقسیم بلحاظ انتظام

انتظام کے لحاظ سے تمام ملک چار صوبون اور سولہ ضلعون پر منقسم ہے اور ہر ضلع مین کئی تعلقات اور مواضعات ہین۔

زمانہ قدیم مین ملک کی تقسیم صوبہ سرکار اور محال پر تھے۔ ١٢٧٥ھ مین سر سالار جنگ اول مرحوم نے اسمات اضلاع۔ تعلقات۔ تحصیل پر تمام ملک کو تقسیم کیا۔

اسمات صوبہ جات

بعد انتظام ضلع بندی کے جب نواب سالار جنگ اعظم مرحوم کو اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی کہ تعلقداران اضلاع کی نگرانی کے لیے چند افسرون کا تقرر کیا جاے تو مرحوم ممدوح نے اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی کو پانچ اسمات مین حسب ذیل منقسم فرمایا۔ اور ہر ایک سمت کے لیے ایک ایک محکمہ صدر تعلقداری قایم کیا گیا۔

سمت شرقی۔ سمت غربی۔ سمت جنوبی۔ سمت شمالی۔ سمت شمالی و غربی

سمت شرقی مین اضلاع ذیل شریک تھے۔ اور اسکا مستقر بھونگیر تھا۔
نلگنڈہ۔ ناگر کرنول۔ جسکو اب محبوب نگر کہتے ہین۔ کہمم۔ جسکا نام اب ورنگل رکھا گیا ہی۔
سمت غربی کے اضلاع کی تفصیل حسب ذیل تھی۔ جسکا مستقر محمد آباد بیدر تھا۔ ناندیڑ۔
نلدرک۔ جو اسوقت عثمان آباد کے نام سے موسوم ہے۔ بیدر۔ تفصیل اضلاع سمت جنوبی
جسکا مستقر پہلے رائچور تھا اور اب گلبرگہ ہے۔ گلبرگہ۔ رائچور۔ شورا پور۔ لنگسگور مخففہ
سمت شمالی مین حسب ذیل اضلاع تھے۔ اور مستقر پٹن چرو تھا اور اب بھی ہی۔
اندور۔ حال نظام آباد۔ میدک۔ یلگندل۔ عملداری۔ سرپور تانڈور۔ (جو اب
ضلع عادل آباد کے نام سے مشہور ہے۔)

اضلاع سمت شمالی و غربی جسکا مستقر صدر تعلقہ داری پہلے تھی اورنگ آباد مین
تھا اور اب بھی صوبہ دار کا مستقر اورنگ آباد ہی ہے۔
اورنگ آباد۔ بیڑ۔ پربھنی۔

۱۲۹۲ف م ۱۳۰۰ھ مین سمت غربی۔ جسکا مقام مستقر بیدر تھا شکست کی گئی۔
اور سمت شمالی اور غربی کو جسکا مستقر اورنگ آباد تھا سمت غربی نام رکھا گیا۔ اور
اضلاع سمت غربی سابقہ کی تقسیم یون کی گئی کہ ضلع ناندیڑ سمت غربی حالیہ مین اور
نلدرگ (عثمان آباد) سمت جنوبی مین۔ اور بیدر سمت شمالی مین شریک ہوا۔

اگرچہ بعد شکست مجلس مالگزاری ثانی بجاے صدر تعلقہ دارون کے صوبہ دارونکا
تقرر ہوا تھا۔ لیکن اسمات کے نام وہی رہنے دیے گئے تھے۔ ۱۳۱۳ف مین بجاے
اسمات کے صوبجات قایم ہوے اور ہر ایک سمت کو حسب تفصیل ذیل صوبہ کا لقب دیا گیا۔
سمت غربی۔ صوبہ اورنگ آباد۔ سمت جنوبی۔ صوبہ گلبرگہ۔ سمت شرقی۔ صوبہ
ورنگل۔ سمت شمالی۔ صوبہ بیدر۔
سمت شمالی کا نام گو صوبہ بیدر رکھا گیا تھا۔ مگر مستقر پٹن چرو ہی تھا۔ نواب قدرِ جنگ۔

جب صوبہ دار بیدر رہوے تو ان کے صوبہ داری کے زمانہ تک یعنی سنہ ۱۳۰۶ف سے سنہ ۱۳۱۰ف تک صوبہ داری بیدر کا دفتر بلدہ مین رہا۔ اور بعد حسب جریدہ غیر معمولی مورخہ ۲۷ - آبان ۱۳۱۱ف دفتر صوبہ داری مذکور پٹن چرو چلا گیا اور اس وقت تک وہین ہے۔

سمت شرقی کا مستقر جو سابق مین بھونگیر تھا۔ اور نواب وقار الملک (مشتاق حسین) کے زمانہ صوبہ داری مین اکثر صوبہ داری کا دفتر بلدہ ہی مین رہتا تھا۔ اب صوبہ ورنگل مین ہے۔

انتظام اضلاع ضلع بندی حالیہ جسکا نفاذ سنہ ۱۳۱۴ف مین ہوا۔ صوبہ بیدر کا صوبہ گلشن آباد میدک نام رکھا گیا۔ اور مستقر بدستور سابق پٹن چرو قرار پایا۔

شکست اضلاع

ضلع پالم علاقہ صرفخاص سنہ ۱۲۸۷ف مین شکست ہوکر اُسکے تعلقات ضلع پربھنی اور نگ آباد اور نلدرگ وغیرہ مین شریک ہوے۔

ضلع شوراپور یکم فروردی سنہ ۱۲۹۲ف کو شکست ہوا اور اسکے تعلقات ضلع لنگسگور وغیرہ مین شریک ہوئے۔

ضلع لنگسگور وقت ضلع بندی حالیہ سنہ ۱۳۱۴ف مین شکست ہوا اور بجاے عملداری سرپور تانڈور کے ضلع عادل آباد قرار پایا۔

رد و بدل اضلاع

سنہ ۱۳۰۵ف مین صوبہ بیدر حال گلشن آباد میدک سے ضلع یلگندل خارج ہوکر ضلع ورنگل مین اور صوبہ ورنگل سے ضلع محبوب نگر علیحدہ ہوکر صوبہ بیدر حال گلشن آباد مین شریک ہوا۔ جسکا عمل سنہ ۱۳۰۶ف سے ہوا۔

بروے ضلع بندی جدید ضلع نلگنڈہ صوبہ میدک مین اور ضلع عادل آباد ورنگل مین شریک کیا گیا۔

اسوقت حسب ضلع بندی حالیہ جو حالت کہ تعلقات اور اضلاع کی قایم ہوچکی ہے اُسکا تختہ جداگانہ منسلک ہے۔

ملکی تقسیم بلحاظ قبضہ اراضی

ابتداے ضلع بندی کیوقت ضلع گلبرگہ قایم نہین ہوا تھا - بعد ضلع گلبرگہ قایم ہوا -

مذکورہ بالا تقسیم کے علاوہ ملک کی ایک اور ضمنی تقسیم قبضہ آراضی کے لحاظ سے بھی ہے -
خالصہ - صرفخاص - جاگیرات -

خالصہ وہ زمین ہے جسکا انتظام نواب مدار المہام بہادر براہ راست فرماتے ہین - اسکا ایک صدر محکمہ جو دفتر مالگزاری کے نام سے موسوم ہے (معتمدی مالگزاری) علیحدہ مین ہے - جو مدار المہام بہادر کے تحت مین ہے - اس دفتر کے تحت مین عام صوبہ جات و اضلاع ہین -

صرف خاص - اسکا انتظام حضرت اقدس بندگان عالی بذریعہ ایک معتمد کے بہ نفس نفیس فرماتے ہین - اسکی آمدنی شاہی اخراجات مین صرف ہوتی ہے -

جاگیرات - ملک کے وہ قطعہ جوکسی کو حسن خدمات کے صلہ مین یا بمد معاش یا امدادی فوج کے نوکر رکھنے کے لیے خاص بادشاہ کے طرف سے کسیکو عطا کیا گیا ہو وہ جاگیرات کہلاتی ہین - اس مین بہت بڑی جاگیر پائیگاہ[5] ہے -

تختہ مردم شماری اضلاع بابتہ سنہ ۱۹۰۱ ع

نام ضلع	تعداد	نام ضلع	تعداد
نظام آباد - (اندور)	۴۶۷۳۶۷	اورنگ آباد	۷۲۱۴۰۷
میدک	۵۳۶۰۲۷	پربھنی	۶۹۶۷۶۵
محبوب نگر	۶۱۳۷۷۱	نانڈیڑ	۵۵۰۱۴۸
نلگنڈہ	۸۲۳۱۲۱	بیڑ	۴۹۲۲۵۸
گلبرگہ	۱۰۴۱۰۶۷	ورنگل	۷۴۵۷۵۷
عثمان آباد	۵۳۵۰۲۷	کریم نگر (ایلگندل)	۸۶۱۸۳۳
رائچور	۹۳۲۰۹۰	عادل آباد	۴۷۷۸۴۸
بیدر	۷۶۶۱۲۹	صدر میزان مرتب کل	۱۰۲۶۰۶۱۵

[5] اس کا ذکر تحت پائیگاہ اور صرف خاص مین موجود ہے -

قسم مواضع	قسم مواضع	تعداد مواضع
۱	رعیت داری	۱۳۰۴۹
۲	سربستہ	۶۶۸
۳	پیشکش	۶۸۹
۴	اگرهار	۲۶۵
۵	پن مقطعه	۴۱۹
۶	بے چراغ	۱۰۰۷
	میزان	۱۶۰۹۷
نشان شمار	قسم مواضع جاگیرات	تعداد مواضع
۷	ذات	۲۷۴۱
۸	تنخواه	۶۲
۹	دیگر	۱۹۲
	میزان	۲۹۹۵
	صدر میزان خالصه و جاگیرات	(۱۹۰۹۲)

فہرست صوبہ جات سرکار عالی

نشان نمبر	سمت	نام	مستقر	حاکم اعلیٰ	حدود اربعہ						مربع رقبہ میل	تعداد اضلاع	کیفیت
					مشرق	جنوب	شمال	جنوب	طول	عرض			
١	٢	٣	٤	٥	٦	٧	٨	٩	١٠	١١	١٢	١٣	١٤
١	سمت غربی	صوبہ اورنگ آباد	اورنگ آباد	صوبہ دار	اضلاع عادل آباد واندور	اضلاع ناسک احمد نگر	برار و خاندیس	اضلاع بیدر وعثمان آباد	شرقاً وغرباً ٢٣٠	شمالاً وجنوباً ١٣٠	١٩٦٧٧ اورنگ آباد	٤	
٢	سمت جنوبی	صوبہ گلبرگہ شریف	گلبرگہ	〃	محبوب نگر ناندیڑ میدک	〃	بیڑ ناندیڑ پربھنی	تنگ بھدرا	〃 ٢٥٦	〃	٢١٠٦١ گلبرگہ	٤	
٣	سمت شمالی	صوبہ گلشن آباد میدک	میدک	〃	اطراف بلدہ	اطراف بلدہ	کریم نگر نظام آباد	اطراف بلدہ			١٧٤٨٤ میدک	٤	
٤	سمت شرقی	صوبہ ورنگل	ورنگل	〃	گوداوری	ناندیڑ اندور میدک نلگنڈہ	برار	کرشنا مچھلی بندر	〃 ٢٠٠	〃 ١٣٠	٢١٠٧٧ ورنگل	٣	

فہرست اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی

علاقہ صوبہ داری	نام ضلع	مستقر	حدود اربعہ: مشرق	حدود اربعہ: مغرب	حدود اربعہ: شمال	حدود اربعہ: جنوب	وسعت: عرض	وسعت: طول	رقبہ ایکڑ	تعلقات: علاقہ دیوانی	تعلقات: علاقہ صرفخاص	تعلقات: کل	مواضعات	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
صوبۂ اورنگ آباد	ضلع اورنگ آباد	اورنگ آباد	برار و ضلع پربھنی	اضلاع خاندیس واحمد نگر	اضلاع ناسک خاندیس	گوداوری مانجرا ضلع احمد نگر	شمالاً جنوباً ۹۰	شرقاً غرباً ۱۲۰	۲۴۷۵۱۰۸ اورنگ آباد	۸	۳	۱۰	۱۴۹۰	
	ضلع پربھنی	پربھنی	ضلع ناندیڑ	ضلع اورنگ آباد	گنگا ضلع برار	گوداوری ضلع ناندیڑ	〃 ۷۰	〃 ۱۰۰	۲۳۲۰۲۹۱ پربھنی	۶	۱	۷	۱۳۴۱	
	ضلع بیڑ	بیڑ	ضلع بیدرو پربھنی		گوداوری	مانجرا ندی	〃 ۵۰	〃 ۱۲۵	۱۸۶۱۹۹۵ بیڑ	۵	۱	۶	۸۵۵	

علاقهٔ صوبه‌داری	نام ضلع	مستقر	حدود اربعه				وسعت		رقبه ایکر	تعلقات			مواضعات	کیفیت
			شرق	غرب	شمال	جنوب	عرض	طول		تعلقات دیوانی	تعلقات صرف خاص	جمله		
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
صوبهٔ گلبرگه شریف	ناندیڑ	ناندیڑ	ضلع عادل آباد و بانجه	ضلع بیڑ و پربهنی	ضلع پربهنی پائین گنگا	اضلاع نظام آباد و بیدر	شمالاً جنوباً ۶۴	شرقاً غرباً ۷۵	۱۴۷۹۵۰۱ ناندیڑ	۶	۰	۶	۱۰۶۴	
	ضلع گلبرگه شریف	گلبرگه	ضلع اطراف بلده محبوب نگر	اضلاع بیجاپور وشولاپور	ضلع عثمان آباد و بیدر	ضلع رائچور و کرشنا	۱۱۲	۱۹۶	۲۳۱۶۳۰۹ گلبرگه	۵	۳	۸	۱۰۲۲	
	ضلع بیدر	بیدر	ضلع ناندیڑ کسیدا اطراف بلده	ضلع عثمان آباد بیڑ	ناندیڑ و ضلع پربهنی	ضلع گلبرگه	۹۶	۱۰۴	۱۲۶۸۹۳۲ بیدر	۴	۱	۵	۶۵۳	
	ضلع عثمان آباد	عثمان آباد	ضلع بیدر	ضلع شولاپور	مانجرا ضلع بیڑ	ضلع گلبرگه	۹۰	۸۰	۱۵۸۵۳۰۱ عثمان آباد	۲	۳	۵	۵۶۰	
	ضلع رائچور	رائچور	ضلع محبوب نگر	اضلاع دهارواڑ	دریای کرشنا	دریای تنگبهدرا	۹۶	۰	۱۵۶۳۱۶۹ رائچور	۸	۰	۹	۱۱۳۸	

علاقہ صوبہ داری	نام ضلع	صدر مقام	حدود اربعہ: شرق	حدود اربعہ: غرب	حدود اربعہ: شمال	حدود اربعہ: جنوب	وسعت: عرض	وسعت: طول	رقبہ ایکر	تعلقات: علاقہ دیوانی	تعلقات: علاقہ صرف خاص	تعلقات: میزان	موا ضعات	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
صوبہ گلشن آباد	ضلع میدک	سنگاریڈی	ضلع کریم نگر ونلگنڈہ	ضلع بیدر	ضلع نظام آباد وناندیڑ	ضلع اطراف بلدہ	شمالاً جنوباً ۵۰	شرقاً غرباً ۶۲	۱۹۲۶۳۵۴ میدک	۵	۰	۵	۵۲۷	
	ضلع نلگنڈہ	نلگنڈہ	ضلع ورنگل	ضلع اطراف بلدہ محبوب نگر سیدک	ضلع ورنگل	دریاے کرشنا	۱۱۲ ”	۹۶ ”	۲۱۵۰۱۵۰ نلگنڈہ	۷	۰	۷	۱۰۲۴	
	ضلع محبوب نگر	محبوبنگر	ضلع نلگنڈہ	ضلع گلبرگہ و راپچور	ضلع اطراف بلدہ	دریاے کرشنا	۱۰۰ ”	۱۳۰ ”	۲۲۵۲۳۴۰ محبوب نگر	۶	۰	۶	۶۶۴	
	نظام آباد (اندور)	اندور	کریم نگر	ناندیڑ	گوداوری	میدک	۵۴	۶۴		۵	۰	۵	۵۲۲	

علاقۂ صوبہ داری	نام ضلع	مستقر	حدود اربعہ: مشرق	حدود اربعہ: مغرب	حدود اربعہ: شمال	حدود اربعہ: جنوب	وسعت: عرض	وسعت: طول	رقبہ ایکر	تعلقات: تعلقہ جات دیوانی	تعلقات: تعلقہ جات صرف خاص	تعلقات: جملہ	تعداد مواضعات	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
صوبہ ورنگل	ضلع ورنگل	ہنمکنڈہ	گوداوری	ضلع نلگنڈہ و میدک	ضلع کریم نگر	ضلع مچھلی بندر و کرشنا	شرقاً غرباً ۱۲۸	شمالاً جنوباً ۱۵۶	۲۳۱۸۶۱۸ ورنگل	۸	۰	۸	۹۲۰	
	ضلع کریم نگر	کریم نگر	گوداوری	اندور و میدک	گوداوری	میدک نلگنڈہ و ورنگل	۵۰ ״	۱۰۰ ״	۱۶۵۲۵۷۸ کریم نگر	۷	۰	۷	۹۹۸	
	ضلع عادل آباد	عادل آباد	دریاے وردھا	پاپین گنگا ناندیڑ	پاپین گنگا وردھا	ضلع کریم نگر نظام آباد	۷۴ ״	۱۴۵ ״	عادل آباد ۷،۴۰۳ مربع میل	۸	۰	۸	۴۳۵	
	اطراف بلدہ		ضلع نلگنڈہ	ضلع گلبرگہ	ضلع بیدر کریم نگر میدک	ضلع محبوب نگر			اطراف بلدہ رقبہ میل ۳۳۹۹	۵	۰	۵	۸۴۷	

تختۂ تقسیم تعلقات و اضلاع بموجب انتظام جدید ۱۳۱۴ف

نشان	نام صوبہ	ضلع	تعلقات	تعداد تعلقات ہر ضلع
۱	۲	۳	۴	۵
۱	اورنگ آباد	اورنگ آباد	اورنگ آباد - امبڑ - بھوکرون - گنگاپور - جالنہ - کنٹر - پیٹھن - ویجاپور - خلدآباد - سیلور	۱۰
		بیڑ	بیڑ - مومن آباد - اشٹی - گیورائی - منجلے گاؤن - پاٹودہ	۶
		پربھنی	پربھنی - بسمت - ہنگولی - جنتور - کلمنوری - پاتھری - پالم	۷
		ناندیڑ	ناندیڑ - بلولی - دگلور - حد گاؤن - قندہار - مدہول -	۶
۲	گلبرگہ	گلبرگہ	گلبرگہ - چنچولی - کوڑنگل - سیڑم - یادگیر - اندولی - شاہ پور - شوراپور -	۸
		رائچور	رائچور - الپور - دیودرگ - گنگاوتی - کشٹگی - لنگسگور - مانوی - سندہ نور -	۸
		عثمان آباد	عثمان آباد - کلم - پرنڈا - اوسا - تلجاپور -	۵
		بیدر	بیدر - نلنگا - راجورہ - اودگیر - جنواڑہ	۵
۳	ورنگل	ورنگل	ورنگل - کھمم - محبوب آباد - مدہرہ - پاکھال - پالونچہ - ملک - یلندو -	۸
		کریم نگر	کریم نگر - جگتیال - جمی گنٹہ - مہادیوپور - پرکال - سرسلہ - سلطان آباد -	۷
		عادل آباد	عادل آباد - چنور - جنگاون - لکشمی پٹہ - کٹوٹ - نرمل	۸

نوٹ :- جن تعلقات پر ص کا نشان بنایا گیا ہے وہ علاقہ صرف خاص کے ہیں۔

نشانات	نام صوبہ	ضلع	تعلقات	تعداد تعلقات ہر ایک ضلع
۱	۲	۳	۴	۵
			راجورہ - سرپور -	
۴	گلشن آباد (میدک)	میدک	میدک - اندول - باغات - کلب گور - سدی پیٹھ -	۵
		نظام آباد	نظام آباد - ارمور - بودھن - کاماریڈی - یلاریڈی -	۵
		محبوب نگر	محبوب نگر - ناگرکرنول - امراباد - کلواکرتی - مکتھل - پرگی	۶
		نلگنڈہ	نلگنڈہ - بھونگیر - چریال - دیورکنڈہ - کوواڑ - مریال گوڑہ - سوریاپیٹھ -	۷
	جملہ	۱۵		۱۰۱

تبادلہ نام محلہ جات و تعلقات و تحصیل وغیرہ

نمبر شمار	نام سابق	نام حال	تاریخ تبادلہ مع نشان حکم سرکار
۱	۲	۳	
			محلات و گوڑہ جات مقام بلدہ
۱	گلبن گوڑہ بکل گوڑہ	عثمان شاہی	۲۳ صفر سنہ ۱۳۱۶ھ عثمان پورہ۔ بعد ۲۹۔ رجب سنہ ۱۳۱۷ھ سے بجائے عثمان پورہ کے عثمان شاہی موسوم ہوا۔
۲	گولی گوڑہ	محبوب پورہ	۷۔ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۱ھ جریدہ یکم آبان سنہ ۱۳۱۲ف جلد ۴۳ نمبر ۱۵ صفحہ ۶۵۴۔
۳	گلی صورت مورت	•	وجہ تسمیہ اسکی یہ ہی۔ کہ یہاں سلطان محمد قطب شاہ کے دو ہاتھی رہتے تھے جنکا یہی نام تھا۔ ۱ صورت ۲ مورت۔ اور مرزا عبداللہ کو انہیں ہاتھیون سے مورت نامی لیکر بہاگا تھا جو باعث لنگر عشرہ کا ہوا۔
			متعلقہ اضلاع
۴	تعلقہ روضہ ضلع اورنگ آباد	تعلقہ خلد آباد	۱۵۔ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۰ھ
۵	ضلع ناگر کرنول	ضلع محبوب نگر	۲۰۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۰ھ جریدہ ۲۹ شہریور سنہ ۱۲۹۹ف صفحہ ۱۵۴۔
۶	تعلقہ دیورکنڈہ	تعلقہ محبوب نگر	ایضاً
۷	تعلقہ دیملکنڈہ ضلع نلگنڈہ	تعلقہ بہونگیر	۲۰۔ رجب سنہ ۱۳۰۹ھ

نمبر شمار	نام سابق	نام حال	تاریخ تبادلہ مع نشان حکم سرکار
۱	۲	۳	۴
۸	تعلقہ ویگانون	تعلقہ یادگیر	۲۹- ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۷ھ
۹	تحصیل اڈلور ضلع اندور	؍؍ کاماریڈی	۲- ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۹ھ
۱۰	تعلقہ بیصنہ پور	تعلقہ بیجاپور	۱۹- شوال سنہ ۱۳۱۱ھ جریدہ ۱۸- خورداد سنہ ۱۳۰۳ف جلد ۱۳ صفحہ ۲۶
۱۱	؍؍ گانڈاپور	؍؍ گنگاپور	ایضاً
۱۲	مانکوٹہ ضلع ورنگل	محبوب آباد	۲۲- شوال سنہ ۱۳۱۲ھ جریدہ ۳۱ خورداد سنہ ۱۳۰۴ف جلد ۲۶ نمبر ۳۴ صفحہ ۳۵۴- جزاول-
۱۳	تعلقہ کندی کنڈہ	تعلقہ محبوب آباد	ایضاً
۱۴	تحصیل پاتروَر	تحصیل منجلیگانون	۹- ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۲ھ جریدہ ۱۳- تیر سنہ ۱۳۰۴ف جلد ۲۶ نمبر ۳۶ صفحہ ۳۶۶- جزاول
۱۵	تعلقہ ساڑبار ضلع ناندیڑ	تعلقہ عثمان نگر	۱۹- جمادی الاول سنہ ۱۳۱۴ھ جریدہ ۲۷- آزر سنہ ۱۳۰۶ف جلد ۲۸ نمبر (۵) صفحہ ۳۵- جزاول-
۱۶	قصبہ و ہاراسیون ضلع نلدرگ	ضلع عثمان آباد	۱۸- ربیع الاول سنہ ۱۳۱۹ھ جریدہ ۲۲ شہریور سنہ ۱۳۱۰ف جلد ۳۲ نمبر ۴۴ صفحہ ۵۸۱- جزاول
۱۷	تعلقہ انباجوگائی	تعلقہ مومن آباد	۲۵- شوال سنہ ۱۳۲۱ھ جریدہ مطبوعہ ۲۳- اسفندار سنہ ۱۳۱۳ف نمبر ۱۶- صفحہ ۱۶۶ جزاول
۱۸	قصبہ و ضلع اندور	ضلع نظام آباد	۳۰- صفر سنہ ۱۳۲۳ھ جریدہ ۱۰ اتیر سنہ ۱۳۱۴ف جلد ۳۶- نمبر ۱۳ صفحہ ۲۷۳
۱۹	پوچم چرلہ مستقر تحصیل کوداڑ	حضور نگر	حسب فرمان اعلیحضرت مورخہ ۸- رجب سنہ ۱۳۲۴ھ

سلسلہ قطب شاہیہ

سلطان قلی قطب شاہ غفران پناہ

فصل ۲ کون جانتا تھا کہ سعد آباد علاقہ ہمدان مین جو بچہ افلاس کی حالت مین پیدا ہوگا وہ آگے چل کر نہ صرف خود دکن کا بادشاہ بنے گا بلکہ اُسکی نسل سے شاہون کا ایک سلسلہ چلے گا۔ سلطان قلی قطب شاہ سنہ ۸۶۶ھ مین اویس قلی کے یہان پیدا ہوا اسکی تعلیم اور بچپن کے حالات بالکل تاریکی مین ہین اور نہ کچھ اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ اُسکے باپ اویس قلی نے اُسکے لیے کیا کیا۔ قیاس چاہتا ہے کہ ابتدائی درسی کتابین پڑھا کر اُسے تجارت مین مشغول کردیا ہوگا۔ کیونکہ اُسکا خاندان زیادہ تر تجارت ہی کرتا تھا۔ اور سلطان قلی بھی تجارت ہی کی غرض سے ہندوستان آیا تھا۔

اسکے متعلق متعدد کتابون مین یون لکھا ہے کہ اللہ قلی بیگ جب تجارت کی غرض سے ہندوستان روانہ ہوا تو اپنے لبت سالہ بھتیجے سلطان قلی کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا۔ اور مختلف بلاد مین ہوتا ہوا احمد آباد بیدر پہونچا۔ سلطان محمد بہمنی اس زمانہ مین بیدر کا حکمران تھا۔ خدا معلوم اس کے چچا کا کیا حشر ہوا۔ مگر سلطان قلی کے متعلق لکھا ہے کہ بعض امرا کے توسل سے دربار شاہی مین باریاب ہوا اور آزمایشی طور پر چند چھوٹے چھوٹے کام حاصل کرلیے جنھین نہایت ہوشیاری اور دیانت کے ساتھ انجام دیتا رہا۔ اس سے دربار مین اسپر خاص نگاہین پڑنے لگین۔

لیکن اس کی نامآوری صرف ایک مہم سے ہوئی جو تلنگانہ کی سرکش رعایا کے خلاف بھیجی گئی تھی۔ یہ اس مہم کا سرگروہ تھا۔ تلنگانہ مین پہنچکر اس نے مختلف تدبیرون سے کام لیا۔ اور نہایت شجاعت کے ساتھ اس مہم کو سر کیا۔ جب وہان سے با فتح ظفر واپس ہوا تو سلطان نے اسکو قطب الملک کا خطاب عطا فرمایا۔ اور یہان تک خوش ہوا

کہ بلدہ گولکنڈہ اور اوسکے مضافات کے پیشکش وصول کرنے کے لیے اسکو مقرر کیا جب یہ خدمت بھی خوبی کے ساتھ انجام دی تو ازراہ شفقت سلطان نے قلعہ گولکنڈہ کا کمانڈر مقرر کردیا۔ برسر حکومت ہونے پر اس نے اپنی طاقت خوب بڑہائی اور فوج کو اپنے قابو مین کرلیا۔

اس عرصہ مین بہمنیہ سلطنت بھی کمزور ہوچلی تھی۔ جب اسنے کسیکو اپنا رقیب نہ پایا تو ۹۱۸ھ مین قطب شاہ کے نام سے والی دکن بن بیٹھا۔ اور تمام ملکی احکامات خود ہی صادر کرنے لگا۔ اسکے ساتھ ہی سلطان کی زندگی تک اُسکی ویسی ہی عزت کرتا رہا۔ اور تحفہ تحائف سے کمی نہ کی یہان تک کے اُسکا نام بھی خطبہ مین مقدم رکھا۔ جب سلطان کا انتقال ہوا تو خطبہ اپنے اور آئمہ اطہار کے نام سے پڑہوایا اور بالکل خود مختار ہو بیٹھا۔ لوگون نے اِسکے خلاف ہاتھ پاؤن مارنا چاہیے۔

سلطان قلی قطب شاہ نے بہت سے قلعے تسخیر کیے اور قریب قریب تمام تلنگانہ پر فتح پائی۔ قلعہ نلگنڈہ بھی فتح کیا اور وہان کے راجہ ہرشیچندر کو قید خانہ مین بھیجدیا۔ ناظرین کو تعجب ہوگا کہ جو بادشاہ اسقدر شجاع اور دلیر ہو اسکا خاتمہ کس بُری طرح سے کیا جائے۔ ۲۔ جمادی الثانی ۹۵۰ھ روز دوشنبہ کو نماز عصر مین ایک ترکی غلام محمود ہمدانی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ف۱

اس قتل کا محرک اُسکا بڑا بیٹا جمشید قلی قطب شاہ تھا۔ سلطان محمد قلی نے بتیس ۳۲ سال چند ماہ سلطنت کرکے نوئے ۹۰ برس کی عمر مین انتقال کیا۔ اور لنگر فیض اثر مین دفن ہوا۔ اسکے چھہ بیٹے اور چار بیٹیان پیدا ہوئین۔ بیٹون کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) حیدر قلی۔ باپ کے سامنے مرگیا (۲) قطب الدین ولی عہد سلطنت تھا۔ مگر جمشید قلی نے اپنے باپ کے قتل کرانے کے ساتھ ہی اُسے بھی اندھا کرادیا۔ تھوڑے دنون

ف۱ بعض مورخ کہتے ہین کہ بدوضع لوگون نے سلطان کو قتل کیا۔

تکلیف اٹھاکر اسنے انتقال کیا۔ (۳) جمشید قلی خان باپ کو قتل اور بھائی کو اندھا کر کے تخت پر بیٹھا۔ (۴) عبد الکریم باپ کے خلاف بغاوت کی تھی۔ اسیلیے قتل کیا گیا۔ (۵) دولت خان قلعہ بھونگیر مین عالم دیوانگی مین مقید ہوا۔ (۶) ابراہیم مرزا سبحان قلی کے بعد تخت نشین ہوا۔

یہان یہ بیان کرنا خالی از دلچسپی نہین کہ اُس نے حیدر آباد مین بہت سی عمارتین تعمیر کرائین جن کا ذکر یہان کے مناظر کے ساتھ اس کتاب مین نظر آئے گا۔ سلطان قلی نے اپنے روٴسا کو بھی عمارتین بنوانے کی ترغیب دی۔ غرض یہ بادشاہ نہایت ہی نیک مزاج۔ جفاکش اور شجاع گزرا ہے۔

جمشید قلی قطب شاہ رضوان پناہ

پہلے اسکا نام یار قلی جمشید خان تھا مگر عنان حکومت ہاتھ مین لیتے ہی اسنے اپنا نام جمشید قلی قطب شاہ رکھا کسی وجہ سے یہ قلعہ مین قید کر دیا گیا تھا۔ شاید باپ کے قتل کا باعث یہی ہو۔ جب سلطان قلی قطب شاہ قتل ہو گیا تو ۹۵۰ھ مین بلا خوف وخطر بادشاہ بن بیٹھا اور اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کر دیا۔ مگر اندرونی مخالفتون سے اطمینان کلی نہ تھا۔ سب سے بڑا خوف اُسے اپنے بھائی ابراہیم مرزا کا لگا ہوا تھا ابراہیم کو اپنی ہی جان بچانی مشکل تھی۔ سلطان کی مخالفت کیسے کرتا۔ بھائی کی طلبی پر قلعہ دیورکنڈہ چھوڑکر بھاگا اسوقت میدان بالکل صاف تھا۔ سلطان نے اندرونی ملک مین کسیکو اپنا مقابل نہ پایا اور ملک گیری کی خواہش مین شاہان اطراف پر ہاتھ صاف کرنے کی ٹھانی۔ منجملہ اور حکمرانون کے ایک ملک قاسم برید شاہ بیدر بھی تھا۔ جس سے لڑنے کے لیے کولاس گیا اس کے ساتھ ہی شکست کا خوف بھی اُسکے دل مین سما گیا تھا۔ اس لیے جگدیو راو نایک وارثی کے اہتمام سے وہان ایک قلعہ تعمیر کرایا تاکہ فوج کو پناہ کا موقع مل سکے مگر اُس طرف قاسم برید پر بھی خوف چھا گیا تھا۔ جسکے باعث وہ بھاگ نکلا اور سلطان ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کے ہاتھون گرفتار ہوا۔

اسوقت ملک قاسم برید نے سلطان جمشید قلی سے رہائی کی درخواست کی۔ اسنے سلطان ابراہیم عادل شاہ سے مقابلہ کر کے اس کا ملک چھین لیا۔ ملک قاسم برید کو قید سے رہائی دلائی اور اپنی طرف سے حکومت بیدر قاسم برید کو مرحمت کی اسنے شکریہ مین جمشید قلی کو قلعہ جات میدک حسن آباد اور نراین کہیڑہ۔ بطور نذر گزرانے۔ عادل شاہی سلطان پر فتح پانے کے وقت اس سے مال غنیمت مین بہت کچھ ملا۔ منجملہ اور چیزون کے ایک تنومند مادہ پیل اور ایک قیمتی گہوڑا ابھی تھا۔ یہ گھوڑا اُس زمانے کی گھوڑون مین سب سے زیادہ تیز اور نامور تھا۔

یہ سخت دل اور ناخداترس آخر مین عیش و عشرت مین مشغول ہوگیا۔ اور ۹۵۷ھ مین عارضہ سرطان کا شکار ہوا۔ بعض مورخون کا بیان ہے کہ تپ دق سے مرا۔ یہ اپنے باپ کے مقبرہ "لنگر فیض اثر" مین دفن ہوا۔ سبحان قلی اسکا اکلوتا فرزند تھا۔

سبحان قلی قطب شاہ

جسوقت جمشید قلی نے انتقال کیا تو سبحان قلی کی عمر ۶ سال اور بقول بعضے ۷ سال کی تھی۔ لیکن جس بچے کو ابھی باتین کرنا بھی نہ آئی ہون وہ سلطنت کیا کر سکتا ہے اسکا خیال کر کے جگدیو راؤ نایک واڑی نے بعض ارکین کے مشورہ سے دولت خان کو جو قلعہ بھونگیر مین بعالم دیوانگی مقید ہوا تھا۔ تخت نشین کرنا چاہا سبحان قلی کی مان کو اسکی خبر ہوگئی۔ اسنے فوراً عین الملک سیف خان کو جو جمشید قلی سے ناراض ہو کر احمد نگر چلا گیا تھا۔ سلطان کا مدار المہام بنا دیا۔ مخالفین سے کب خاموش بیٹھا جاتا تھا اوہنون نے بھی کارروائی شروع کی۔

دولت خان قلعہ سے نکالا گیا اور اسکی شاہی مشتہر کی گئی۔ اوہنون نے صرف اتنا ہی نہین کیا بلکہ چند قلعہ بھی فتح کر لیے۔ مگر عین الملک فوراً استیصال کے لیے روانہ ہوا اور مخالفین کو شکست دیکر دولت خان اور جگدیو راؤ نایک وغیرہ وغیرہ کو قلعہ مین قید کر دیا۔ اسکے بعد یہ فکر کی گئی کہ بجائے سبحان قلی ابراہیم مرزا کو مالک تاج و تخت بنا یا

جائے۔ سبحان قلی کے ہمراہی قتل کئے گیے۔ اور وہ معصوم قید ہوا۔ خدا معلوم اس بچہ کا پھر کیا حشر ہوا۔ اسکی حکمرانی صرف چھ ماہ تک رہی۔

ابراہیم قلی قطب شاہ مغفرت پناہ

سلطان قلی قطب شاہ کا چھٹا فرزند ابراہیم قلی ۹۳۷ھ مین پیدا ہوا۔ اسکے بچپن کا کچھ حال معلوم نہین ہوتا۔ مگر یہ پتہ چلتا ہے کہ اپنے باپ کے حکم سے قلعہ دیورکنڈہ مین رہا کرتا تھا۔ جب سلطان قتل ہوا اور جمشید قلی تخت پر بیٹھا تو اس نے اسکو طلب کیا مگر اس نے یہ عقلمندی کی کہ قلعہ سے بھاگ کر ملک قاسم برید شاہ بیدر کی پناہ مین چلا گیا۔ مگر وہان اُس سے کب پناہ ملنے والی تھی۔ ملک قاسم کے بھائی خان جہان نے اسکو گرفتار کرکے جمشید قلی کے حوالہ کرنے کی خواہش کی۔ اسکی خبر بیچارہ ابراہیم مرزا کو بھی ہوگئی اُسنے اسکو غنیمت جانا کہ قلعہ سیدک کی کنجی اور چالیس ہاتھی اس کے سپرد کردئے۔ اور وہان سے کہین چل کھڑا ہوا۔

آخر اس نے ایسا ہی کیا اور بحالت تباہ راجہ رام راج والی بیجانگر کے پاس پہنچا اُس نے بڑی آؤ بھگت کے ساتھ اسے لیا اور نہایت ہی آرام کے ساتھ رکھا۔ جب جمشید قلی نے انتقال کیا اور اسکا خرد سال بیٹا سبحان قلی فرمانروائے سلطنت ہوا تو اسکی مخالفت کے لیے ایک گروہ کھڑا ہوگیا۔ مگر یہ سلطنت تو کسی دوسرے ہی کی قسمت مین لکھی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک تیسرے گروہ نے سبحان قلی اور دولت خان دونون کو مقید کرکے ابراہیم مرزا سے تاج و تخت لینے کی خواہش ظاہر کی۔ یہان کیا دیر تھی مرزا بھی اپنے ہمراہیون کو لیکر قلعہ محمد نگر کو روانہ ہوا۔

۱۲۔ رجب ۹۵۷ھ روز دوشنبہ کو جون ہی عنان حکومت اسکے قبضہ مین آئی کہ اس نے فوراً اپنے ہوا خواہون اور امرائے دربار کو انعام و اکرام سے مالامال کردیا۔ اور خان اعظم مصطفی خان کو اپنا وزیر بنایا اسنے اتنا ہی نہین کیا بلکہ اپنے ہمعصر سلطنتون سے اتحاد پیدا کیا۔ اور دریائے شور ساحل سمندر تک جتنے حکمران تھے اونکو یا تو اپنا باجگزار

بنایا۔ یا اونکے ملک کو بالکل فتح کرلیا۔ اسکے زمانہ مین سب سے بڑی لڑائی راجہ رام راج والی بیجانگر سے ۲۰۔ جمادی الثانی ۹۷۲ھ کو ہوئی۔ بعض مورخین ۲۰۔ جمادی الاول ۹۷۲ھ بتاتے ہین۔ اس لڑائی مین علی عادل شاہ والی بیجاپور۔ حسین نظام شاہ والی احمد نگر برہان عماد شاہ والی ایلچ پور۔ اور قاسم برید شاہ والی بیدر محمد آباد نے راجہ بیجانگر سے مخالفت کی۔

راجہ رام راج نے سلطان ابراہیم قطب شاہ کے ملک کا کچھہ حصہ دبا لیا تھا۔ اسلیے خواہ مخواہ اسے بھی اس جنگ مین شریک ہونا پڑا۔ یہ لڑائی دریاے کرشنا کے پار مشرقی جانب واقع ہوئی تھی۔ اس مین سلطان ابراہیم کو راجہ سے اُس کا ملک واپس ملگیا۔ اسکے کچھہ دنون بعد ایک زبردست فوج بھیجکر قلعہ ورنگل بھی فتح کرلیا۔ اور حسین نظام شاہ والی احمد نگر کی بہن سے شادی کی۔ خدا کے فضل سے اس بیگم اور دوسری بیبیون کے بطن سے تیئس اولادین ہوئین۔ چھہ بچون کے سواے سب لڑکیان تھین بیٹون کی تفصیل ذیل مین درج کیجاتی ہے۔

(۱) عبد القادر۔ مشہور بہ شاہ صاحب۔ باپ نے قلعہ دیورکنڈہ مین کسی جرم کے وجہ قید کیا تھا۔ بعض مورخون کا بیان ہے کہ قید ہی مین مرا اور بعض کہتے ہین باپ کے بعد بھی زندہ تھا (۲) حسین قلی مرزا باپ کے بعد چھے برس تک زندہ رہا اور محرم ۹۹۴ھ مین نام پلی کے حوض مین ڈوب کر مرگیا۔ اسکی قبر لنگر فیض اثر مین موجود ہے۔
(۳) محمد قلی ۹۷۱ھ اور بقول بعض ۹۷۳ھ مین پیدا ہوا پہلا سنہ صحیح معلوم ہوتا ہے یہ مالک تاج و تخت ہوا۔ (۴) ابوالفتح ۹۷۵ھ مین پیدا ہوا۔ نہایت محنت کے ساتھ خوب علم حاصل کیا ۱۰۰۳ھ مین قضا کی۔ (۵) مرزا محمد خدا بندہ۔ یہ محمد قلی کا حقیقی بھائی تھا ۹۷۶ھ مین پیدا ہوا۔ بھائی سے بغاوت کی اور ۱۰۰۸ھ مین قلعہ گولکنڈہ مین قید ہوا۔ محرم ۱۰۲۰ھ مین وفات پائی (۶) محمد امین یہ لڑکا باپ کا بہت پیارا تھا

۲۵- شعبان ۹۴۱ھ مین راہی ملک بقا ہوا۔

سلطان کے عہد مین - باغ ابراہیم - باغ گلشن - سنگین حصار قلعہ گولکنڈہ تالاب حسین ساگر - تالاب قصبہ نرساپور - کالا چبوترہ - پرانہ پل - کتوہ کنکوٹ - کتوہ بدویل وغیرہ وغیرہ عمارتین تیار ہوئین - ابراہیم پٹن[ل] آباد کیا گیا اور ۹۶۰ھ مین اُسکے قریب ایک تالاب بنوایا - لنگر بارہ امام اور عرس کوہ مولا - اسی نے قایم کیے بغل صاحب بیجاپور سے اسکے زمانہ مین لائے گئے - جو عمارتین اسکے عہد مین لتعمیر ہوئین انکین سے بہت سی اب بھی موجود ہین - اور بعض کا ذکر ہماری کتاب مین بھی عمارتو نکے بیان مین ناظرین کو ملیگا -

اس بادشاہ کے زمانہ مین قلعہ محمد نگر سے ساحل سمندر تک عملداری مین وسعت ہوئی - اگر اسکی تعریف لکھی جاے تو صفحے کے صفحے اس مین رنگ جائین گے - ہم یہان اسکے صفات کا ذکر کرتے ہین - وہ نہایت بہادر بڑا جری اور سچا عادل تھا - خود عدالت مین بیٹھکر انصاف کرتا اور ہر جگہ کی خبرین منگاتا رہتا اسنے اپنے ملک کا ایسا انتظام کیا کہ جو فتنے پہلے نظر آتے تھے وہ اس کے زمانہ مین بالکل مفقود ہوگئے مسافر نوازی اسکا خاص شیوہ تھا - اسکے دربار مین علما - فضلا - شعرا - حکما - اور اہل کمال کا مجمع رہتا تھا - اور ہر جگہ ان کو اپنے ساتھ رکھتا -

یہ عادل اور رحم دل بادشاہ تپ محرقہ سے ۲۱ - ربیع الثانی ۹۸۸ھ روز پنجشنبہ کو اس جہان فانی سے رخصت ہوا اور لنگر فیض اثر مین دفن کیا گیا -

محمد قلی قطب شاہ

جب خاندان قطب شاہیہ کے ہر دلعزیز اور علم دوست بادشاہ ابراہیم نے انتقال کیا تو اس کے بعد اُسکا بیٹا محمد قلی قطب شاہ سریر آراے مملکت ہوا - محمد قلی

[ل] تالاب ابراہیم پٹن سے ۱۰ لاکھ روپیہ صرف کر کے نواب مختار الملک اعظم مدار المہام نے ایک نہر نکالی وہ ابراہیم پٹن کے نالہ کے نام سے مشہور ہے - اور یہ نہر اب تک جاری ہے -

۱۴۔ رمضان ۹۷۱ھ کو پیدا ہوا تھا تعلیم بھی اچھی طرح پائی اور سن بلوغ کو پہونچنے پر حضور شاہ سے جو کام اسکے سپرد ہوے انکو نہایت کوشش کے ساتھ بجالایا۔ سچ ہے۔ ہونہار برواکے چکنے چکنے پات۔ بر سر حکومت ہونے پر باپ کی طرح اسنے بھی عدل وانصاف کو اپنا شعار بنایا۔ اور امرا اور غربا۔ غرض سبکے اوپر الطاف خسروانہ مبذول کیے۔

اسکا زمانہ جنگ وجدل سے پُر ہے۔ چنانچہ اسکے دربار مین جو امرا تھے وہ صبح کو وقت سامان سفر تیار کر کے آتے تھے تاکہ حکم ہوتے ہی کوچ کردین۔ غالباً سب سے پہلے اسکی لڑائی سلطنت نظام شاہیہ کے خلاف ہوئی۔ اسنے امیر شاہ میر کے فرزند کی کمان مین ایک جرار لشکر روانہ کیا تاکہ قلعہ نلدرگ مسخر کرلے۔ لیکن ابراہیم عادل شاہ نے درمیان مین پڑکر قلعہ کی تسخیر سے باز رکہا۔ اور صرف یہی نہین کیا بلکہ اس مہم مین اسنے ملک کا جتنا حصہ فتح کیا تھا وہ منت سماجت کر کے سلطنت نظامیہ مین شریک کرادیا۔ اِسکے بعد دونون مین ویسی ہی دوستی قایم ہوئی۔

قلعہ سلمورگ بھی اسنے فتح کیا۔ اور امین الملک کو کندی کنڈہ کے جانب روانہ کر کے خود وہان جا پہنچا۔ اور راجہ نرسنگ راج کو شکست دی۔ بہت سے قلعہ فتح کیے۔ اور قلعہ نلگنڈہ پر قبضہ کرلیا۔ جب افضل خان حوالدار مرتضی نگر نے وینکٹ پتی راے والی بیجاپور سے جنگ کی تو اسکی سرکوبی کے لیے چند بہادرون کو روانہ کیا۔ مگر یہ لوگ دشمن سے جا ملے۔ اور خود سلطان ہی کے مخالف ہوگئے۔ آخر اسنے اُنکے استیصال کے لیے امین الملک کو روانہ کیا۔ جسنے سبھونکو شکست دی۔ اس کے سواے اور بھی لڑائیان ہوئین جن مین بعض قابل ذکر ہین۔

جب قلندر نے بیجانگر مین اپنے حکمرانی کا علم بلند کیا تو حسب ارشاد شاہی سردار اعتبار خان نے اُسکو شکست دیکر حضور شاہ مین حاضر کیا۔ اسکے بھائی خدا بندہ نے اسکی مخالفت کی مگر وہ بھی قید ہوکر قلعہ محمد نگر مین رکہا گیا۔ راجہ وستا دیو والی ورنگل نے

اس سے بغاوت کی۔ اسپر سلطان کو بہت غصہ آیا اور اسکو ریاست سے برطرف کرکے اسکے بیٹے راجہ کشن کو مسند نشین کیا۔ راجہ نے اس احسان کے عوض مین دو لاکھ ہُن اور تین ہزار ہاتھی نظر کیے۔ اسکے ساتھہی سالانہ خراج بھی دینا منظور کیا۔

اسکے زمانہ مین سلطنت کو اتنی ترقی ہوئی کہ تاریخ ایران کے مشہور بادشاہ عباس صفوی نے سنہ ۱۰۱۰ھ مین سفیر اسکی خدمت مین روانہ کیا اور بہت سے تحفہ بھی بھیجے۔ سلطان محمد قلی خود صلح اور اشتی پسند تہا۔ اسنے بھی شہنشاہ ایران کی خدمت مین اپنے ایلچی مہدی قلی سلطان تاش کو اس سے زیادہ تحایف دیکر ایران روانہ کیا اور عباس صفوی کی اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کیا۔ سچ تو یہ ہے کہ محمد قلی خاندان قطب شاہیہ ہی مین نہین بلکہ دکن کے قدیم بادشاہون مین بھی ایک اولوالعزم فرمانروا گزرا ہے۔

جو وقت تک حیدرآباد قایم ہے اس وقت تک ابراہیم قطب شاہ کا نام بھی نمایان طور پر تاریخ دکن مین لکھا جاے گا۔ گولکنڈہ کے اطراف کی آب و ہوا خراب ہونے کے باعث اسنے حیدرآباد کی بنیاد ڈالی۔ عظیم الشان شہر مشہد مقدس کے نمونہ پر آباد کیا گیا اور ابتدا مین اسکے اندر چار بڑے بازار (۴) چارطاق ۔۱۴ ہزار دوکانین اور بارہ ہزار مکانات بننے قرار پائے۔ اس مقام پر جہان اب حیدرآباد آباد ہے۔ پہلے صحرا کے سوا ایک قریہ تہا۔ لوگ کہتے ہین کہ آبادی کے وقت اس کا نام "بہاگ نگر" رکہا گیا۔ اور بعد کو حیدرآباد ہوگیا۔ مگر قیاس چاہتا ہے کہ اس قریہ کے نام سے بہاگ نگر ہوگا کیونکہ جو شہر مشہد جیسے متبرک مقام کے نمونہ پر آباد ہوا اوسکا نام بھی ویسا ہی ہونا چاہیے۔

اسوقت سرکاری طور پر جو عمارتین بنائین گئین انکے نام یہ ہین۔ چار منار۔ چار کمان گلزار حوض۔ محل شاہی جانب مغرب۔ ندی محل۔ نبی باغ۔ جامع مسجد۔ حمام۔ بادشاہی عاشور خانہ۔ موتی مسجد۔ چندن محل۔ کنگن محل۔ زنگین محل۔ محمدی محل حیدری محل حسینی محل۔ جعفری محل۔ داد محل۔ کوہ طور۔ دار الشفا۔ نیا گہاٹ ۔مدرسہ خانقاہ ۔اب امتداد

زمانہ کے باعث ان عمارتون مین سوائے چند کے کوئی باقی نہ رہے ان سب عمارتون کی تیاری مین ستر لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ متذکرہ بالا عمارتون کے سوا اور بھی عمارتین ہین۔ جن کا ذکر چندان ضروری نہین۔

سلطان کی محل خاص ”حیات بخشی بیگم صاحبہ“ نے کئی مسجدین تعمیر کرائین ”اور تالاب حیات ماں صاحبہ کھدوایا۔ مسجد قطب عالم۔ جو شمس الامرا کے کمان کے پاس واقع ہے۔ انہین بیگم کی یادگار ہے۔ مسجد متصل فتح دروازہ۔ مسجد اندرون کمان شیر ول مٹی کے شیر کے قریب کی موتی مسجد متصل بادشاہی عاشور خانہ بھی انہین نے بنوائین۔ بیگم صاحبہ نے اپنے یادگار کے طور پر ”حیات نگر“ بھی آباد کیا تھا۔ بعض صرف عمارتون کے نام سے محلے آباد ہین۔ مگر اصل عمارت کا پتہ نہین ہے۔

اسنے اپنی شادی امیر شاہ میر کی بیٹی ”حیات بخشی بیگم صاحبہ“ سے کی تھی۔ اور اپنی ہمشیرہ کو ابراہیم عادل شاہ کے ساتھ بیاہا تھا۔ سلطان کے کوئی اولاد نرینہ کسی محل سے پیدا نہین ہوئی صرف ایک لڑکی تھی جسکو اسنے اپنے بھتیجے سلطان محمد کے ساتھ منسوب کیا اور اسکو اپنا بیٹا بنا کر رکھا وہی ولی عہد ہوا اور اسی نے سلطنت پائی۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ کا انتقال ۴۹ برس کی عمر مین ۱۷۔ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ھ روز شنبہ کو ہوا اور وہ اپنے دادا کے مقبرہ ”لنگر فیض اثر“ مین دفن ہوا۔ اسنے ۳۳ سال نہایت ہی شوکت و شان کے ساتھ سلطنت کی۔ اور مرزا محمد امین کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ علم دوست تھا اور اہل کمال کی قدردانی مین وہ کسطرح اپنے اجداد سے کم نہین رہا۔

سلطان محمد قطب شاہ جنت مکان

سلطان محمد قلی قطب شاہ کے حقیقی بھائی محمد امین کا بیٹا تھا۔ ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۰۰۱ھ مین پیدا ہوا۔ اور اپنے چچا سلطان محمد قلی کے زیر سایہ تعلیم پائی۔ جب سلطان نے

نوٹ متعلقہ صفحہ ۲۱ سطر ۵ جمادی الثانی سنہ ۱۰۲۲ھ مین بدررو کی بنا ڈالتے ہوئے اس مقام پر خشک تر نالیاں نکلین ایک سے صاف و شفاف پانی جاری ہے لطف یہ ہے کہ مدخل اور مخرج دونون کا پانی اب بدررو مین گرتا ہے۔

انتقال کیا تو یہی جانشین بنایا گیا اور بغیر کسی روک ٹوک کے ۱۷- ذیقعدہ ۱۰۲۰ھ کو یہ تخت پر بیٹھا- ہمعصر سلطنتون کے ایلچی چچا کی تعزیت اور اسکی تہنیت کے لیے پایہ تخت مین آے- یہانتک کہ ابو الفتح شاہ عباس صفوی نے بھی تحفہ دیکر اپنا ایلچی بھیجا اسپر سلطان نے بھی شیخ محمد کو ایلچی بناکر ایران روانہ کیا-

سلطان محمد کی طبیعت صلح جو واقع ہوئی تھی اسلیے اسکے زمانہ مین نہایت ہی کم لڑائیان ہوئین- اسکی طبیعت مین اتقا اور پرہیزگاری زیادہ تھی- اسنے میر محمد امین میر جملہ کو دس ہزار ہن دیکر حج بیت اللہ اور عتبات عالیات کی زیارت کرنے کو روانہ کیا- اور ہمیشہ رعایا کی دلدہی پیش نظر رکھی-

اپنے چچا کے طرح اس نے بھی خواہش کی کہ ایک شہر آباد کرے- مگر اس ارادہ مین اسے کامیابی نہ ہوئی- آخر اسنے چند خاص عمارتون کی تعمیر ہی پر اکتفا کی- مکہ مسجد- قلعہ سلطان نگر[1]- قلعہ محمد نگر[2]- عیدگاہ قدیم- الٰہی محل- اور باغ محمدی وغیرہ وغیرہ اسنے بنوائے- ان عمارتون مین سے بہت سے اب باقی نہین اور نہ ہم ان پر کچھہ روشنی ڈال سکتے ہین- الٰہی محل ۱۰۲۱ھ مین اسنے عدالت کے لیے بنوایا تہا-

اس نیک نفس اور متقی بادشاہ کا انتقال ۱۳- جمادی الاول ۱۰۳۵ھ کو ہوا- اسوقت اسکی عمر ۳۴ سال ۲۰ دن کی تھی ۱۴ سال ۵ ماہ اور ۲۶ یوم سلطنت کی- اور مندرجہ ذیل دو بیٹے چھوڑے-

(۱) عبد اللہ مرزا- ۲۸ شوال ۱۰۲۳ھ کو پیدا ہوا- اور باپ کے بعد تخت نشین ہوا- (۲) سلطان علی مرزا ۲۶ شوال ۱۰۲۵ھ کو پیدا ہوا-

عبد اللہ مرزا سلطان محمد قطب شاہ کا بیٹا تھا- ۲۸ شوال ۱۰۲۳ھ کو پیدا ہوا- اپنے سلطان عبد اللہ قطب شاہ

[1] - یہ قلعہ سرور نگر کے پاس ناتمام پڑا ہوا ہے-

[2] یہ قلعہ قلعہ گولکنڈہ کے قریب "جدید قلعہ" کے نام سے مشہور ہے-

باپ کی وفات پر ۱۴ -جمادی الاول ۱۰۳۵ھ کو تخت پر بیٹھا - رعایا کے بڑے بڑے سرداروں نے نذرین پیش کین - اور ہر ایک نے حیثیت کے موافق اعزاز پایا - تخت نشین ہونے پر اسنے عمارتون کے جانب توجہ کی اور سپاہ و لشکر کی آراستگی کا مطلق خیال نہ کیا - اسکے سوائے اس وقت شاہان مغلیہ کی رقیبانہ نگاہین بھی اُسپر پڑنے لگین تھین اس لحاظ سے اسنے اندرونی ملک کے انتظام ہی کو ضروری سمجھا اور سلطنت کے وسیع کرنے کے لیے صرف تلنگانہ مین لڑا -

سلطان عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ مین شہنشاہ شاہجہان تخت دہلی پر حکمران تھا - وہ قلعہ دولت آباد پر چڑھ آیا اور وہان سے چند شرطین سلطان کے پاس روانہ کین - اس نے انکو منظور کر لیا - ۱۰۶۶ھ تک سچائی کے ساتھ ان پر عمل کرتا رہا - اس نے سالانہ نذر پیش کرنا بھی قبول کی - لیکن جب شاہجہان کے حکم سے میر جملہ کا بیٹا گرفتار ہوا تو اُس نے بھی اپنے عہد کو توڑ دیا - اور گو شاہجہان نے میر جملہ کے لخت جگر کو باپ کی درخواست پر رہا کر دیا - مگر سلطان اسکے بیجا دخل پر سخت ناراض ہوا اور اوس ترقی کرنے والی سلطنت سے بگاڑ کر بیٹھا -

اسپر شاہجہان نے اپنے پوتے سلطان محمد (خلف اورنگ زیب عالمگیر) کو دس ہزار سپاہ کے ساتھ ۱۰۶۶ھ مین اسکے ملک پر فوج کشی کے لیے روانہ کیا جب وہ حیدرآباد کے قریب پہونچا تو عبداللہ حیدرآباد چھوڑ کر قلعہ گولکنڈہ مین پناہ گیر ہوا اور وہان پہونچکر محمد امین کو قید سے رہا کر کے اُسکا اسباب ضبط کر لیا - اس کے ساتھ ہی سلطان محمد کو گرانبہا جواہر کا ایک صندوقچہ روانہ کیا - اس سے اوسکی یہ مراد تھی کہ بغیر کسی مزید بیکار کے لڑائی ختم ہو جائے - اور بندگان خدا قتل نہ ہون - مگر صاحب صلح و امن کیجانب سے کچھہ اور ہی لکھہ گیا تھا - خود اسکی فوج ہی مین اختلاف شروع ہو گیا -

فوج نے حیدرآباد مین فساد کیا اور غلط فہمی سے سلطان محمد بلدہ پر حملہ آور ہوا -

ظاہر ہے کہ جس غوج کا سردار قلعہ بند ہوگیا ہو وہ میدان کارزار مین کیا مردانگی دکھائے گی۔ اس کا قدم اوکھڑ گیا اور سلطان محمد کے سر فتح کا سہرا رہا۔ اسکے بعد اس نے قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ کیا اور اس کا باپ اورنگ زیب عالمگیر بھی اُس سے آملا۔ ادہر میر جملہ بھی سلطان محمد کے پاس آیا اور عبداللہ نے بھی اپنی ہمعصر طاقتون سے مدد مانگی مگر ایسے ہڑبونگ کے زمانہ مین کسی نے اسکی مدد پر آمادگی ظاہر نہ کی۔ اور سبھون نے کنارہ کشی کو ہی مناسب جانا۔

سلطان عبداللہ نے بذات خود بھی کوشش کی مگر بے سود۔ آخر اسنے اپنے داماد میر محمد کو صلح کی غرض سے اورنگ زیب کے پاس روانہ کیا۔ اسنے چند شرطین پیش کین۔ جن مین دو کا مطلب یہ تہا کہ سلطان اپنی بیٹی کو سلطان محمد کے عقد مین دے۔ اور ایک کرور روپیہ داخل خزانہ شاہی کرے۔ سلطان عبداللہ نے ان شرایط کو منظور کیا اور اسطرح اورنگ زیب کے حملہ سے نجات حاصل کی۔

اس نے اپنے عہد مین متعدد عمارتین بنوائین۔ ان مین سے خاص یہ ہین۔ گوشہ محل معہ دیگر عمارات۔ حوض گوشہ محل۔ باغ لنگم پلی۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسکے سوا شاہی عاشورخانہ مین چینی مصورون سے رنگ آمیزی کرائی۔ لنگر جاری کیا۔ اور حسینی علم نصب کرایا۔ اسکے زمانہ کی عمارتون مین بہت سی ٹوٹ گئی ہین۔ بعض جو باقی ہین اُسکا حال ناظرین کو کتاب ہذا مین کہین نظر آئے گا۔

سلطان عبداللہ نے ۴۷ سال ۷ ماہ ۹ یوم حکومت کرکے ۵۹ سال کی عمر مین ۳ محرم سنہ ۱۰۸۱ھ کو قضا کی۔ اور لنگر فیض اثر مین دفن ہوا۔ اسکی اولاد سے کوئی نہ تھا۔ حسب ذیل تین لڑکیان تھین۔

(۱) سلطان محمد شاہزادہ دہلی کی بیگم (۲) سید محمد مدنی کی بیگم۔ یہ شخص ایران سے آیا تھا۔
(۳) ابوالحسن تاناشاہ کی بادشاہ بیگم۔

سلطان ابوالحسن تاناشاہ غفران پناہ

ہندوستان عموماً اور دکن مین خصوصاً بہت کم لوگ ہونگے جو اس نازک مزاج بادشاہ

کے نام کو نہ جانتے ہون - بی بی کے جانب سے یہ سلطان عبداللہ قطب شاہ کا
ہم رشتہ تھا اسکو نیک نفس دیکھہ کر سلطان نے اپنی چھوٹی صاحبزادی کا عقد اسکے ساتھ
کردیا - ہمین اسکی تاریخ پیدایش اور ابتدائی حالات کے متعلق کچھہ معلومات حاصل نہین
ہوئی - اِسلیے اپنے ناظرین سے معافی چاہتے ہین -

جب سلطان عبداللہ نے وفات پائی تو یہ پانچ محرم سنہ ۱۰۸۳ھ کو میر مظفر وزیر کی کوشش
سے سریر آرائے مملکت ہوا - تخت نشین ہوتے ہی اسنے میر مظفر سے خزانہ کی فرد
طلب کی اور اوسپر دستخط کرتے ہوے حکم دیا کہ اس کے چار حصے کیے جائین - ایک حصہ
خیرات ہو - دوسرے حصہ مین فوج کو پیشگی تنخواہ دی جائے - تیسرا شاہی اخراجات کے
لیے رہے - چوتھا حصہ خزانہ مین رکھا جاے - اس عجیب حکم کو سنکر وزیر نے عرض کیا کہ
بادشاہ ملک کی حفاظت اور بندوبست کے لیے روپیہ جمع کرتے ہین - مگر شاہ نے
اسکی اس گزارش کو مسترد کر دیا - اور کہا کیا ہم اسے اپنے ساتھ لے جائین گے -

حکمرانی سے پہلے تاناشاہ کو ایک تارک الدنیا فقیر حضرت شاہ راجو کی ہم نشینی
کا بہت زیادہ موقع ملا تھا اِسلیے اسکے خیالات مین بھی ترک دنیا کا بہت بڑا اثر موجود
تھا - یقیناً یہی خیالات سلطنت کے تباہی کے موجب ہوے - اور اس کی آرام طلبی
سے حکومت کمزور ہوگئی - جس زمانہ مین ابوالحسن تخت نشین ہوا - اُسوقت دکن کی
کل سلطنتین مغلیہ سلطنت مین شامل ہوگئی تھین - عرصہ تک اسکے ذاتی اعزاز اور
حکمرانی مین کسی طرحکا فرق نہ آیا - سنہ ۱۰۹۷ھ مین جب بیجاپور بالکل فتح ہوگیا تو عالمگیر نے
اپنے بڑے بیٹے معظم کو اس کام پر متعین کیا اور خود بھی اس سے غافل نہ رہا -

لڑائی شروع ہوئی اور دونون جانب سے ہزارون بندگان خدا کا خون ہوا - پہلے
تو تاناشاہ بڑی دلیری سے لڑا لیکن جب دیکھا کہ خود اُسکی فوج مین گڑبڑ ہے اور ابراہیم خان
سپہ سالار ساتھہ چہوڑکر فوج مخالف سے جاملا ہے تو اس کا دل کھٹا ہو گیا اور حیدرآباد

چہوڑکر قلعہ گولکنڈہ کو چلا گیا۔ اب تو فوج شاہی اور بھی ابتر ہو گئی۔ اور میدان شہزادہ معظم کے ہاتھ آیا۔ شہزادہ کا حیدرآباد پر تسلط ہو گیا۔ اور چھہ کرور روپیہ لوٹ کا ہاتھ لگا۔ تاناشاہ کو اس کا سخت افسوس ہوا مگر وہ کرتا کیا قسمت نے اُسکا ساتھہ چھوڑ دیا تہا۔ یگانے بیگانے ہو گئے تھے اور درباریون کی حالت تباہ تھی۔

اسنے قلعہ گولکنڈہ سے شہزادہ کے پاس اپنا ایلچی روانہ کیا۔ تاکہ صلح ہو جاے اور جانبین کا اس سے زیادہ نقصان نہ ہو۔ شہزادہ معظم نے باپ کی منظوری سے مندرجہ ذیل شرطیں پیش کین۔

(۱) سلطان ابوالحسن ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ خزانہ شاہی مین داخل کرے (۲) مادنا پنڈت وزیر اور اوسکے بہائی اکنا کو معزول کرے۔ (۳) قلعہ سیرم اور کہیر اورنگ زیب کے نذر کرے۔ ان مین پہلی اور تیسری شرطونکو تو منظور کر لیا مگر دوسرے شرط مین کچھہ پس و پیش کیا لیکن ارکان سلطنت نے دونون کا خاتمہ کر دیا۔

اورنگ زیب نے بظاہر صلح منظور کی اور سعادت خان کو روپیہ وصول کرنے کے لیے مقرر کیا۔ اسکا منشا تہا کہ کسی طرح حیدرآباد کے قریب پہونچون آخر یہ راہ نکالی کہ حضرت بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہٗ کی زیارت کی غرض سے گلبرگہ پہونچا اور وہان سے سعادت خان کو نہایت سختی کے ساتھہ نذرانہ وصول کرنے کے لیے روانہ کیا مجبوراً ابوالحسن نے سعادت خان کے پاس کچھ جواہر بہیجے لیکن عالمگیر کو اس سے بھی سیری نہ ہوئی اور وہ فوج لیکر حیدرآباد کی جانب روانہ ہوا۔ شاہ نے خان مذکور سے جواہر واپس لینا چاہے مگر وہ ٹال گیا۔ غرض بیچارہ تاناشاہ اسوقت ہر طرح مجبور تھا۔ نہ جائے ماندن و نہ جاے رفتن کی مثل اسپر بالکل صادق آتی تہی۔

اسنے عالمگیر سے رحم کی درخواست کی مگر وہان سے سختی آمیز مایوسانہ جواب ملا اسوقت اسنے مردانگی سے کام لیا اور اپنی مختصر فوج کو درست کرکے عالمگیر کے مقابلہ

کو تیار ہو گیا۔ دونون فوجون کا سامنا اور بڑی دلیری کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ کئی جگہ جنگ ہوئی اور سات مہینے تک وہ قلعہ گولکنڈہ سے مخالف کا مقابلہ کرتا رہا۔ اور عالمگیر کے بنائے کچھ نہ بنا۔ لیکن اسنے یہ چال کی کہ رفتہ رفتہ ابو الحسن کے رفقا کو ملا لیا۔ یہان تک کہ عبد اللہ خان جسنے اخیر وقت تک شاہ کا ساتھ دیا تہا وہ بھی بدلگیا اور قلعہ کا دروازہ کہولکر مغلیہ فوج کو اس مین داخل کر لیا۔ مغلیہ فوج نے اخیر ذیقعدہ ۱۰۹۸ھ مین قلعہ پر قبضہ کیا۔

جب تانا شاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اسنے وظیفہ ختم کر کے لڑائی بند کرنیکا حکم دیا۔ اور شہزادہ معظم کے قلعہ مین داخل ہونے کے وقت پالکی مین بیٹھکر اس کی پیشوائی کو روانہ ہوا اور اُسے زمرد کی ایک تسبیح نذر دی۔ اس موقع پر وہ شہزادہ کے گھوڑے کی گردن پر ہاتھ رکھے ہوئے باتین کر رہا تہا کہ چوبدار نے دُور کھڑے ہونے کو کہا۔ اسپر شہزادہ معظم کو بہت غصہ آیا اور چوبدار سے بولا کہ کمبخت غضب الٰہی سے نہین ڈرتا اور یہ نہین جانتا کہ یہ کون ہین۔ انہین اختیار ہے۔ جہان اور جسطرح چاہین گے کھڑے ہوئین گے۔ اس اثنا مین داروغۂ باورچی خانہ نے آکر عرض کیا کہ جہان پناہ خاصا تیار ہے۔ شہزادہ سے اجازت لی اور دو مغلیہ سردارون کو لیکر اپنے محل کو واپس ہوا۔

فوج مغلیہ سے دیانت خان اور امانت خان اسکے ہمراہ گئے تھے۔ جب خاصہ آیا تو ان مین سے ایک نے پوچھا کہ تعجب کا مقام ہے کہ اس پر آشوب وقت مین آپ ایسی مطمئن ہین اور کھانا آپکو خوشگوار معلوم ہوتا ہے۔ اُسنے جواب دیا "جب تک خدائی چاہا سلطنت ہمارے اور ہمارے اجداد کے قبضہ مین رکھی اور جبکہ سلطنت چلی گئی ہے تو ہم رضائے خدا سے کیون منہ موڑین اور کہانا چھوڑ کر کفران نعمت کیون کرین"۔ اسپر ان دونون کو تعجب ہوا۔ فی الحقیقت ایسی وقت مین بہت کم لوگون کو اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔

حسب الارشاد سلطان ابو الحسن ربیع الاول ۱۰۹۹ھ مین قلعہ دولت آباد کے اندر قید کیا گیا اور وہین اس نے زندگی کے دن پورے کیئے۔ جب وہ قلعہ سے روانہ ہوا تو

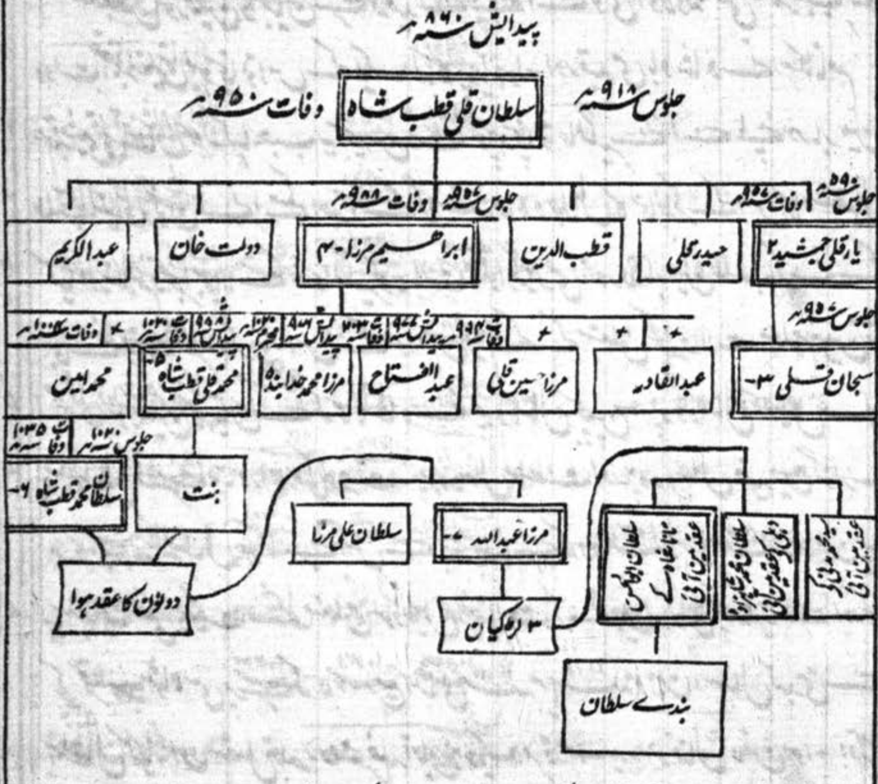
تو اسکے ساتھہ ایک چار سالہ لڑکا بھی تھا۔ اُسنے راہ مین پانی مانگا اور ایک راہرو سقہ نے پانی کا پیالا اسکی خدمت مین پیش کیا۔ اسوقت ابوالحسن کے پاس کیا تھا مگر عالم بیچارگی مین بھی اُسنے پیالہ مین ایک الماس ڈالدیا۔ جسکی قیمت کا اندازہ پچاس ہزار روپیہ تک کیا گیا تھا۔ مگر عالمگیر کی محتاط طبیعت نے سقہ کو اُس الماس سے پورا فائدہ نہ اٹھانے دیا۔ اور دو ہزار روپیہ دیکر وہ اُس سے لے لیا۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ قید سے پہلے اسکے کوئی اولاد نہ تھی۔ مگر جب قلعہ دولت آباد مین پہونچا تو اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور قیدی بادشاہ نے اسکا نام "بندی سلطان" رکھا جب یہ بچہ سن رشد کو پہونچا تو عالمگیر نے اسے اپنے دربار مین طلب کیا۔ لوگون نے اِسکے اجداد کے گزشتہ جاہ و جلال کا لحاظ کر کے اس کا استقبال کیا اور سلام و مجرا بجالائے۔ عالمگیر کو یہ بات ناگوار گزری اور دربار مین طلب کرنے کے بجاے اسے نظر بند کر دیا۔ اس کے سوا اس لڑکے کے متعلق کچھہ حالات معلوم نہین ہوئے مورخین کا بیان ہے کہ تاناشاہ نے چودہ سال بچپن۔ چودہ سال تحصیل علم۔ چودہ سال حضرت شاہ راجو کی خدمت۔ چودہ سال سلطنت اور چودہ سال قید مین گزارے جسکا مجموعہ ستر سال ہوتا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ۱۰۴۱ھ یا ۱۰۴۲ھ مین پیدا ہوا ہوگا اُسکی وفات کے متعلق مورخین اختلاف کرتے ہین۔ کوئی کچھہ کہتا ہے اور کوئی کچھ مگر غلبہ آرا اسی پر ہے کہ ۲۵۔ ربیع الثانی ۱۱۱۱ھ یا ۱۱۱۲ھ مین اسہال کبدی سے انتقال کیا۔ اور متصل قلعہ روضہ خلد آباد نزدیک مرقد سید راجو قتال رح دفن ہوا۔ اور ہمیشہ کے لیے شاہان قطب شاہیہ کے عظمت کا خاتمہ کرتا گیا۔

تاناشاہ نے اپنے عہد مین "چار محل" کے نام سے ایک عظیم الشان عمارت تیار کرائی جسپر آٹھہ لاکھہ روپیہ صرف ہوا۔ مگر ۲۰۔ ربیع الثانی ۱۱۸۵ھ کو اس محل کے بارود خانہ مین آگ لگ گئی اور ساری عمارت جلکر خاک سیاہ ہو گئی اب اسکا نشان بھی باقی نہین

لیکن اسکے نام سے ایک محلہ مشہور ہے۔

خاندان قطب شاہیہ مین سلطان قلی قطب شاہ سے لیکر ابوالحسن تاناشاہ تک آٹھ بادشاہ گزرے ہین انکی حکومت ۱۸۰ سال تک رہی اونہون نے اپنے زمانہ مین جو کچھ کیا ہم اُسکا پورا خاکہ نہین کھینچ سکتے تاہم سچائی کے ساتھ کہتے ہین کہ اب بھی ان کی عظمت کی آثار موجود ہین۔ جو عمارتون کی صورت مین ہمین نظر آتے ہین۔ یہ سب بادشاہ شیعہ تھے۔



۱ - جن نامون پر نمبر اور دوہری لکیرین کھینچی ہین وہ صاحب حکومت گزرے ہین۔

۲ - نمبر ۸ سلطان ابوالحسن تاناشاہ بحیثیت دامادی اس خاندان کا حکمران گزرا ہے۔ لیکن سلطان محمد قطب شاہ کی بیوی سے علاوہ دامادی کے قرابت قریبہ بھی حاصل تھی۔

تختۂ فرمانروایان خاندان قطب شاہیہ

نمبر	نام فرمانروا	تاریخ تولد	تاریخ جلوس	تاریخ وفات	مدت حکومت			مدت عمر		
					سال	ماہ	یوم	سال	ماہ	یوم
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
۱	سلطان قلی قطب شاہ غفران پناہ	سنہ ۸۶۰ھ	سنہ ۹۱۸ھ	۲ جمادی الثانی سنہ ۹۵۰ھ دوشنبہ	۳۲	۰	۰	۹۰	۰	۰
۲	جمشید قلی قطب شاہ رضوان پناہ	۰	سنہ ۹۵۰ھ	سنہ ۹۵۷ھ	۷	۰	۰	۰	۰	۰
۳	سبحان قلی قطب شاہ	۰	سنہ ۹۵۷ھ	۰	۰	۶	۰	۰	۰	۰
۴	سلطان ابراہیم قطب شاہ مغفرت پناہ	سنہ ۹۳۷ھ	۱۲ رجب سنہ ۹۵۷ھ دوشنبہ	۲۱ ربیع الثانی سنہ ۹۸۸ھ	۳۰	۱۰	۹	۵۱	۰	۰
۵	محمد قلی قطب شاہ فردوس مکان	۴ ماہ رمضان سنہ ۹۷۱ھ	سنہ ۹۸۸ھ	۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ھ شنبہ	۳۳	۰	۰	۴۹	۲	۳
۶	سلطان محمد قطب شاہ جنت مکان	۳ ربیع الثانی سنہ ۱۰۰۱ھ چہارشنبہ	۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ھ دوشنبہ	۳ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۵ھ چہارشنبہ	۱۴	۵	۲۶	۳۴	۰	۳۰
۷	سلطان عبداللہ قطب شاہ	۲۸ شوال سنہ ۱۰۲۳ھ	۱۴ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۵ھ	۳ محرم سنہ ۱۰۸۳ھ	۴۷	۷	۱۹	۵۹	۲	۵
۸	سلطان ابوالحسن[۵] تانا شاہ غفران پناہ	۰	۵ محرم سنہ ۱۰۸۳ھ	۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۱۱۲ھ مقام قلعہ دولت آباد	۱۵	۱۱	۰	۰	۰	۰

[۵] آخر ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۹۸ھ میں شاہزادہ معظم نے قید کیا اور ماہ ربیع دوم سنہ ۱۰۹۹ھ میں قلعہ گولکنڈہ سے قلعہ دولت آباد روانہ کردیا گیا۔

سلسلۂ آصفیہ

فصل ۳

اسوقت خاندان آصفیہ کے رکن رکین اعلیحضرت قدر قدرت نواب سر میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ مظفر الممالک فتح جنگ خلد اللہ ملکہ' و ادام اللہ برکاتہ' ہمارے اوپر حکمران ہین اور ہم باشندگان قلمرو نظام پوری آزادی کے ساتھ بندگان عالی کے سایۂ عاطفت مین اپنی زندگی بسر کر رہے ہین۔

قبل ازینکہ بندگان اقدس و اعلےٰ کے سوانح مبارک سے اپنی اس ناچیز کتاب کو زینت دین۔ اور سلسلۂ آصفیہ کے حالات درج کرین ہم یہ مناسب خیال کرتے ہین کہ خاندان قطب شاہیہ کے آخری تاجدار سلطان ابوالحسن تانا شاہ کے بعد (مختصر الفاظ مین) دکن کے ان صوبہ دارونکی کیفیت لکھین جو نواب آصفجاہ نظام الملک اول سے پہلے گزرے ہین۔

جب ربیع الثانی ۱۰۹۹ھ مین ابوالحسن تانا شاہ قلعہ گولکندہ سے قید ہوکر قلعہ دولت آباد کو روانہ کیا گیا تو حیدرآباد کا صوبہ دار سید بہادر دل خان المخاطب بجان سپار خان ساکن سبزوار مقرر ہوا۔ ۱۱۱۳ھ تک جان سپار خان نے نہایت نیک نامی اور خیر خواہی کے ساتھ اپنی خدمت پوری کی۔ جب اسنے انتقال کیا تو اس کے بیٹے رستم دل خان کو دربار شاہی سے صوبہ داری ملی۔

رستم دل خان بھی اپنے فرایض کو تندہی کے ساتھ انجام دیتا رہا جب ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ کو اورنگ زیب عالمگیر نے قضا کی تو کام بخش جو دربار دہلی کی جانب سے بیجاپور کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا۔ خودسر ہوگیا اور اپنے صوبہ کو ہر طرف سے مضبوط کر کے بیجاپور مین اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کردیا۔ اسلیے اطراف دکن مین بےچینی پیدا ہوگئی کام بخش نے قلعہ گلبرگہ پر چڑھائی کی اور اسے فتح کرلیا۔ پھر وہان سے قلعہ ورکس کھیڑہ

پر پہونچا اور اُسے بھی تسخیر کر لیا۔ اسکے بعد حیدر آباد آیا۔ یہان پہونچکر رستم دل خان کو قید کر لیا۔ بعض مورخون کا بیان ہے کہ اُسنے صوبہ حیدر آباد کام بخش کے سپرد کر دیا تھا۔ لیکن بدگمانی کی وجہ سے اسنے رستم دل خان کو نہایت بے رحمی کے ساتھہ ہلاک کیا اور رالمی محل مین دفن کرا دیا۔

کام بخش کو رستم دل خان کے قتل کے بعد دکن مین اپنا کوئی حریف نہ نظر آیا۔ اسلیئے بیفکری کے ساتھہ سلطنت کرنے لگا لیکن جب بہادر شاہ کو خبر ہوئی تو ۱۱۲۰ھ مین اسنے کام بخش کو تخت دہلی کی ماتحتی مین رہنے کی ہدایت کی۔ بھلا ان باتون کو وہ کب خاطر مین لانے والا تھا۔ اسنے ٹکا سا جواب دیدیا۔ آخرش ۱۹۔ ذیقعدہ ۱۱۲۱ھ کو دونون مین مقابلہ ہوا اور میدان بہادر شاہ کے ہاتھہ رہا۔

اسنے یوسف خان کو حیدر آباد کا صوبہ دار مقرر کیا جسنے اپنے پیشرؤن کی طرح یہانکا نہایت ہی اچھا انتظام کیا جب ۱۱۲۴ھ مین فرخ سیر تخت دہلی پر بیٹھا تو اسنے مبارز خان کو دکن کا صوبہ دار مقرر کر کے روانہ کیا۔ یہ ایسے وقت مین حیدر آباد پہونچا جبکہ اس ملک مین عام طور پر بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ اور شہر ویران حالت مین تھا۔

لیکن مبارز خان نے بارہ سال کے عرصہ مین بہت سا روپیہ صرف کر کے دوبارہ حیدر آباد کو آباد کیا۔ شہر پناہ کا کچھہ حصہ بلا کنگورہ اسکا بنوایا ہوا ہے۔ تاریخ ہند جاننے والے حسین علیخان کا نام ضرور جانتے ہونگے۔ تخت دہلی کی جانب سے وہ بھی اس زرخیز ملک کا صوبہ دار ہو کر یہان آیا۔ مگر جب دیکھا کہ ملک کی انتظامی حالت اچھی ہے تو مبارز خان کو نیابتہً بحال رکھا۔

حسین علیخان نے مبارز خان کو اپنا نائب ہی نہین مقرر کیا بلکہ اُسے مورد عنایات شاہی کیا تھوڑے عرصہ کے بعد نواب آصفجاہ نظام الملک اول مالوہ سے دکن تشریف لائے۔ مبارز خان ان سے ملنے کو اورنگ آباد گیا۔ اونہون نے ہفت ہزاری منصب

سات ہزار سوار اور عماد الملک کا خطاب اوسکے لیے تجویز کیا۔ اپنی روز افزون ترقی دیکھ کر خان دل ہی دل مین خوش ہوتا تھا۔

جب نواب آصف جاہ بہادر کو قلمدان وزارت ملا تو خان کی نیت بدلی اور اوسنے خفیہ طور پر فوج کا انتظام کیا۔ دوسرا کام جو اوسنے کیا وہ یہ تھا کہ مصنوعی مہر شاہی کے ذریعہ سے دکن کی صوبہ داری کی سند تیار کی۔ جب دونون باتین ہو چکین تو اسنے نواب آصفجاہ پر فوج کشی کردی۔ مگر قسمت مین تو اور کچھ لکھا تھا۔

دوسری یا تیسری محرم ۱۱۳۷ھ کو صوبہ برار سے چالیس کوس پر قصبہ شکر کھیڑ کے قریب جنگ شروع ہوئی۔ میدان نواب آصفجاہ کے ہاتھ رہا۔ اور خان مارا گیا۔ اطراف واکناف کا انتظام کر کے نواب صاحب تشریف لاے اور گوشہ محل کے باغ مین خیمہ زن ہوے۔ خواجہ احمد خان عرف شہامت خان پسر مبارز خان نے چند روز محصور رہکر ۱۱۳۸ھ مین قلعہ کی کنجیان اونکے حوالہ کردین اور انکے ظل حمایت مین آگیا۔

نواب نظام الملک آصفجاہ فتح جنگ مغفرت مآب کے خاندان کے حالات

نواب صاحب کا سلسلہ نسب شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ تک پہنچتا ہے خواجہ عابد خان جو سمرقند کے مشایخین مین نام آور تھے اپنے وطن سے ہندوستان آئے اور شاہی ملازمت اختیار کرلی۔ یہ زمانہ شاہجہان کا تھا اسکے عہد مین زیارت حرمین شریفین کے لیے تشریف لے گیے اور اورنگ زیب کے زمانہ سلطنت مین وہان سے شادکام واپس آئے۔

واپسی پر محکمہ صدارت کے صدر نشین مقرر ہوئے اور چین قلیچ خان کے خطاب اور پنج ہزاری منصب سے سرفراز کئے گیے۔ جب سلطان ابوالحسن تانا شاہ کے مقابلہ مین عالمگیر معارکہ آرا ہوا تو اسوقت ایک گولے سے زخمی ہوکے اور ۱۰۹۸ھ مین انتقال

کیا۔ ان کا مقبرہ قلیج خان کے مقبرہ کے نام سے نواح قلعہ گولکنڈہ مین موجود ہے۔
انکے فرزند شہاب الدین خان نے بھی دربار خسروی مین باریابی حاصل کی۔ اور عالمگیر کے حضور سے ہفت ہزاری منصب سات ہزار سوار اور غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کے خطاب سے سرفراز کئے گیے اور بیجاپور کی فتح کے صلہ مین فرزند ارجمند بے ریو زنگ کا خطاب پایا۔ ۱۱۱۷ھ مین عالمگیر نے اوہنین ایک انگوٹھی عطا فرمائی۔ اسپر "قلیج خان" کندہ تھا۔
جب بہادر شاہ تخت سلطنت پر بیٹھے تو اونہون نے نواب صاحب کو مالوہ کی صوبہ داری پر سرفراز فرمایا۔ اوہون نے اس خدمت کو چار سال تک انجام دیا۔ اور ۱۱۲۲ھ مطابق ۵ھ جلوس بہادر شاہی مین انتقال کیا۔ نعش دہلی گئی۔ اور اجمیری دروازہ کے قریب خود نواب صاحب کی تعمیر کردہ خانقاہ مین دفن ہوئی۔
نواب شہاب الدین خان فیروز جنگ مرحوم نے نواب عمدۃ الملک سعد اللہ خان مدار المہام شاہجہان کی بیٹی سے شادی کی اور اس خاتون کے بطن سے نواب قمر الدین آصفجاہ نظام الملک اول تولد ہوے۔

نواب میر قمر الدین خان نظام الملک آصفجاہ فتح جنگ مغفرت مآب کے حالات

نواب مغفرت مآب نواب شہاب الدین خان فیروز جنگ مرحوم کے بڑے صاحبزادے تھے۔ عہد اورنگ زیب عالمگیر مین ۱۴ ربیع الاوّل ۱۰۸۲ھ کو تولد ہوئے اور اپنے پدر بزرگوار کے زیر سایہ تعلیم پائی۔ فنون سپہگری اور شاہسواری بھی انہین کی نگرانی مین سیکھی۔ جب سن شعور کو پہونچے تو دربار شاہی سے "چین قلیج خان" کے خطاب

اور چار ہزاری منصب سے سرفراز کیے گئے۔

جب شہنشاہ اورنگ زیب نے انتقال کیا تو ۱۱۱۸ھ میں بہادر شاہ نے نواب صاحب کو "خان دوران خان بہادر" کے معزز خطاب سے ممتاز کیا۔ اور اودھ کی صوبہ داری عطا فرمائی لیکن اونہون نے بوجوہات چند اس خدمت سے کنارہ کشی کی اور شاہجہان آباد مین رہنے ہی کو غنیمت سمجھا۔ گویا آستانہ شاہی چھوڑنے کو آپ کا جی نہ چاہتا تھا۔

بہادر شاہ کے دل مین اُن کی اس عقیدت کا خاص اثر ہوا لیکن اونکے زمانہ مین نواب صاحب کے ساتھ کوئی ایسی بات پیش نہ آئی جو قابل ذکر ہو۔ جب فرخ سیر بن عظیم الشان بن بہادر شاہ ۱۱۲۴ھ مین تخت نشین ہوئے تو اونہون نے اوسی سال نواب صاحب کو "فتح جنگ" "نظام الملک" خطابات عطا کیے اور "ہفت ہزاری منصب" اور "سات ہزار سوار" دیکر صوبہ داری دکن پر سرفراز فرمایا۔

تین سال تک وہ اس مہتم بالشان خدمت کو نہایت تندہی کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ لیکن جب امیر الامرا نواب سید حسن علیخان یہان کے صوبہ دار مقرر ہوکر آے تو انہین سنبل مرادآباد کی فوج داری پر جانا پڑا۔ اس زمانہ مین یکے بعد دیگرے کئی بادشاہ تخت شاہی پر بیٹھاے گئے اور ملک مین عام طور پر فساد برپا ہوگیا جس سے اہل ملک کو تباہی کا مقابلہ کرنا پڑا۔

آخر ۱۱۳۱ھ مین روشن اختر الملقب بہ محمد شاہ (رنگیلے) تخت نشین ہوے۔ اور نواب نظام الملک آصفجاہ کو مالوہ کا صوبہ دار مقرر کرکے بھیجا۔ اسکے دوسرے سال کچھ ایسے واقعات پیش آے کہ آراکین سلطنت کی سوے مزاجی سے برداشتہ خاطر ہوکر اونہین تسخیر دکن کا مصمم ارادہ کرنا پڑا۔ نواب صاحب کا قاعدہ تھا کہ وہ ہمیشہ اپنی فوج کو جنگ کے لیے مستعد رکھتے تھے۔ اِسلیے اوس موقع پر انہین کسی مزید انتظام کی

ضرورت پیش نہ آئی۔

سب سے پہلے اونہون نے ملک مالوہ طے کیا اور قلعہ اسیر کہیڑہ پر خیمہ زن ہوئے اس قلعہ کو اپنے قبضہ مین کر کے نواب ناصر جنگ وغیرہ اپنے بیٹون کو وہان کا محافظ مقرر کیا۔ اور خود برہان پور روانہ ہوے۔ وہان کے حاکم سے ساز باز کر کے آگے بڑہے۔ دریائے نربدہ پر امیر الامرا امیر بخشی سے جنگ ہوئی اور میدان نواب صاحب کے ہاتھہ رہا۔

اسکے بعد امیر الامرا کے بہانجے سید عالم علیخان کے مقابلہ مین قصبہ بالاپور متعلقہ صوبہ برار مین معرکہ آرائی ہوئی۔ اس لڑائی کا سہرا بھی انہین کے سر رہا۔ اسکے بعد اورنگ آباد پہونچے اور وہان کا قرار واقعی انتظام کیا۔ اس درمیان مین امیر الامرا نے بادشاہ کو ان سے بدظن کر دیا تھا اسلیے وہ خود نواب صاحب کے مقابلہ کو دکن روانہ ہوا۔ لیکن امیر الامرا فتحپور سیکری کے قریب ۶ ذی الحجہ ۱۱۳۲ھ کو مارا گیا۔ اور بادشاہ کو واپس ہوے بغیر کچہہ چارہ نظر نہ آیا

جب امیر الامرا کے بھائی قطب الملک نے اسکے قتل کی خبر سنی تو ایک خورد سال تیموری شاہزادہ کو تخت پر بٹھا کر بادشاہ سے برسر پیکار ہوا۔ لیکن منہ کی کھائی اور نظر بند ہوا۔ اور شاہ صحیح و سالم دہلی پہونچ گئے وہان پہونچکر انہون نے اعتماد الدولہ کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ اسنے صرف تین ماہ وزارت کی تہی کہ اجل آ پہونچی۔

اعتماد الدولہ کے انتقال کے بعد محمد شاہ نے نواب نظام الملک آصفجاہ کو طلب فرما کر پانچ جمادی الاول ۱۱۳۴ھ کو قلمدان وزارت ان کے سپرد کیا۔ جب ناظم گجرات نے بغاوت کی تو بادشاہ نے نواب صاحب کو ۱۰ لاکہہ روپیہ نقد اور صوبہ داری مالوہ۔ گجرات اور دکن بضمن وزارت عطا کر کے ناظم گجرات کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا۔ مگر مقابلہ سے پہلے ہی وہ بھاگ کھڑا ہوا۔

نواب صاحب نے اپنے چچا حامد اللہ خان کو حضور شاہ سے معز الدولہ صلابت جنگ

کے خطابات سے سرفراز فرماکر نیابتاً صوبہ داری گجرات پر بہیجدیا اور عظیم اللہ خان بہادر کو نیابتاً صوبہ داری مالوہ پر مقرر کیا۔ خود دار الخلافہ روانہ ہوے۔ بارگاہ سلطانی سے مورد عنایات ہوے لیکن چند روز کے بعد سلطنت کی حالت متزلزل دیکہہ کر اونہون نے شاہ سے اجازت لی اور مراد آباد چلے گئے۔

جب ۱۱۳۶ھ مین حیدر آباد کی صوبہ داری عماد الملک مبارز خان کے سپرد ہوئی تو اسکا اونہین سخت رنج ہوا اور فوراً مراد آباد سے اورنگ آباد جا پہونچے وہان ۲۳ محرم ۱۱۳۷ھ کو عماد الملک سے جنگ ہوئی اور وہ مارا گیا۔ نواب صاحب نے اسکے لڑکون کو گرفتار کرلیا اور حیدر آباد پہونچے۔ یہان خان کا ایک لڑکا جلال الدین محمود خان اپنے باپ کی جگہ نیابتاً صوبہ دار تہا۔ اسے علیحدہ کیا۔
اور دوسرے لڑکون کو خطابات اور مناصب سے سرفراز فرماکر امراے آصفیہ مین داخل کرلیا۔ جب اسکی خبر بادشاہ کو ہوئی تو اونہون نے ۱۱۳۸ھ مین نواب صاحب کو "آصفجاہ" خطاب۔ ہشت ہزاری منصب اور آٹہ ہزار سوارون سے سرفراز فرمایا۔ اور ان سے دہلی آنے کی خواہش ظاہر کی۔

نواب آصفجاہ نظام الملک اعظم نے حسب الارشاد خسروی ۱۱۵۰ھ مین اپنے فرزند ناصر جنگ شہید کو یہان کا صوبہ دار مقرر فرمایا۔ اور محمد انوار اللہ خان بہادر کو اون کا مدار المہام مقرر کرکے خود دہلی روانہ ہوے۔ اسی زمانہ مین راجہ جے سنگہ صوبہ دار اکبر آباد اور باجے راؤ صوبہ دار مالوہ باغی ہو گیے تہے۔ شاہ نے دونون صوبہ داریان نواب صاحب کو عطا فرمائین۔

اس خدمت پر ممتاز ہوتے ہی وہ اکبر آباد روانہ ہوے اور وہان کا انتظام کرکے مالوہ کی جانب متوجہ ہوے۔ اور دریاے جمنا کو عبور کرکے اٹاوہ۔ مانک پور۔ کالپی ہوتے ہوے بندیلہ پہونچے۔ وہان کے راجہ نے ان کی اطاعت اختیار کی۔ اسکے بعد وہ بہوپال ہوکر

باجی راؤ سے مقابل ہوے - ابھی میدان کارزار مین کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ ہوئی تھی کہ نادر شاہ کے حملہ کی خبر سنی -

اونہون نے باجی راؤ سے مصلحتاً صلح کی اور عازم دہلی ہوے وہان پہونچکر فوج نادری سے مقابلہ کے لیے انہین کو تیاری کرنا پڑی - ۱۱۵۰ھ مین قصبہ سرہند کی میدان مین جنگ شروع ہوئی - گو محمد شاہ بذات خود موجود تھے لیکن بدانتظامی سے فوج مغلیہ کو شکست ہوئی - نواب برہان الملک سعادت خان گرفتار ہوے - اور امیر الامرا نے ہمیشہ کے لیے اس جہان فانی کو خیرباد کہا - آخر بہزار دشواری صلح ہوئی -

۱۱۵۴ھ مین نواب صاحب نے اپنے فرزند نواب ناصر جنگ شہید قایم مقام صوبہ دار دکن کے باغی ہونے کی خبر سنی - اسپر محمد شاہ سے اجازت لیکر دکن روانہ ہوے اور ۲۰ - جمادی الاول ۱۱۵۴ھ کو اورنگ آباد کے قریب باپ بیٹون مین جنگ چھڑ گئی - نواب ناصر جنگ اپنی جان بچاکر بھاگ نکلے اور کہن سال نواب کو فتح حاصل ہوئی -

اسکے بعد ۱۱۵۶ھ مین کرناٹک گیے اور قلعہ ترچناپلی خالی کرالیا - پھر قوم نوایط سے ملک ارکاٹ حاصل کیا ۱۱۵۷ھ مین قلعہ بالکنڈہ کو فتح کیا - غرضکہ نواب صاحب بڑے دلیر تھے - بہت ہی کم کام ایسے ہونگے جن مین انہون نے ہاتھ ڈالا اور کامیابی نہوئی ہو - ہندوستان کے تاریخ نگارون اور منصف مزاجون نے اون کی شجاعت تسلیم کرلی ہے - نواب صاحب کو شاعری کا شوق تہا اور فن تعمیر سے کمال دلچسپی رکہتے تھے - پہلے انکا تخلص شاکر تہا - مگر بعد کو آصف رکھا - آخر الذکر تخلص سے فارسی مین ایک مبسوط اور بے مثل دیوان موجود ہے - ملک اسکی جہان تک قدر کرے کم ہے - خدا کرے یہ لاثانی دیوان شاہی صرفہ سے چھپ کر ملک کے لیے مایۂ ناز ہو - اور اہل سخن اس سے حظ اٹھا سکین -

نواب عماد الملک مبارز خان نے چادر گہاٹ اور دبیر پورہ کی سمت بلا کنگورہ

حصار تعمیر کرایا تھا۔ لیکن اتمام سے پہلے ان کا انتقال ہوگیا۔ نواب صاحب نے اس حصہ کے سوا تمام حصار کنگورہ دار بنوایا۔ حصار تیار ہونے پر اس مین بارۂ[۱۲] دروازہ اور تیرۂ[۱۳] کھڑکیان تھین مگر ۷۔ ۸۔ ۹۔ نمبر پر جو کھڑکیان ہین ان سے بہت کم آمد و رفت ہوتی ہے۔

دروازون اور کھڑکیون کے نام یہ ہین۔ ۱۔ دہلی دروازہ۔ ۲۔ جادر گھاٹ دروازہ۔ ۳۔ دہیر پورہ دروازہ۔ ۴۔ یاقوت پورہ دروازہ۔ ۵۔ دروازہ تالاب میر جملہ۔ ۶۔ گولی پورہ دروازہ۔ ۷۔ لال دروازہ۔ ۸۔ علی آباد دروازہ۔ ۹۔ غازی بنڈا دروازہ۔ ۱۰۔ فتح دروازہ۔ ۱۱۔ دودباولی دروازہ۔ ۱۲۔ دروازہ قدیم۔ ۱۔ کھڑکی بہورہ۔ ۲۔ کھڑکی تالاب میر جلہ۔ ۳۔ کھڑکی ملتا ۴۔ کھڑکی زنگ علی شاہ یعنی رنگیلے۔ ۵۔ کھڑکی بودلہ صاحب۔ ۶۔ کھڑکی دارالشفا یا راو رنبہا۔ ۷۔ کھڑکی کلالان۔ ۸۔ کھڑکی دہوبیان۔ ۹۔ کھڑکی حسن علی۔ ۱۰۔ کھڑکی چمپا دروازہ۔ ۱۱۔ کھڑکی چارمحل دروازہ۔ ۱۲۔ کھڑکی دودباولی دروازہ۔ ۱۳۔ کھڑکی کمارجی گوڑہ۔ دہلی دروازہ کے قریب ایک اور دروازہ بھی تعمیر ہوا۔ جسکو دروازہ افضل گنج کہتے ہین۔ پل افضل گنج پر ہوکر شہر مین اسی دروازہ کے ذریعہ سے آمد و رفت ہے۔ یہ زمانہ نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کے عہد مین تعمیر ہوا۔ دوسرے دروازہ کا راستہ مسلم جنگ کے پل سے ہے۔ یہ دروازہ اعلیحضرت حضور پرنور کے عہد مین بنا۔ اسکے سوا جلوخانہ معہ بنگلہ و خوابگاہ دیوان خانہ وخلوت زنانی دروازہ بازوے مکہ مسجد جلوخانہ کی ڈیوڑہی کا دروازہ خوابگاہ کا دروازہ تعمیر کرایا۔ آصف نگر آباد کیا۔ اور اسکے گرد فصیل بنوائی برہان پور کا حصار تعمیر کرایا۔ نظام آباد بالاہرکش۔ فرداپور۔ مع مسجد کاروان سراے دولت خانہ اور پل بنوایا۔ اورنگ آباد کی نہر ہرسول اور نوکنڈہ کی عمارت تعمیر کرائی۔ ان مین سے بعض اب بھی موجود ہین اور اکثر بالکل معدوم ہوگئین۔

اولاد (۱) امیر الامرا غازی الدین خان فیروز جنگ۔ ۷۔ ذی الحجہ ۱۱۶۵ھ مین انتقال ہوا۔

(۲) نظام الدولہ میر احمد خان ناصر جنگ شہید۔ نمبر ۱۔ ۲۔ ایک بطن سے تھے۔

(۳) امیر الممالک آصف الدولہ سعید محمد خان صلابت جنگ - ۲۰ ربیع الاول ۱۱۷۶ھ کو ہیضہ سے انتقال ہوا-

(۴) نظام الملک میر نظام علیخان اسد جنگ آصفجاہ ثانی-

(۵) امیر الامرا سید محمد شریف خان شجاع الملک بسالت جنگ ماہ ذی الحجہ ۱۱۹۶ھ مین انتقال ہوا

(۶) ناصر الملک معتمد الدولہ چلین قلیج خان المعروف مغل علیخان ہمایون جاہ -

نواب مغفرت مآب نے ۴ جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ کو موہن نالہ کے قریب انتقال فرمایا اور روضہ خلد آباد مین دفن کیے گئے - ارتحال سے دو گھنٹے پہلے اونھون نے اپنے فرزند نواب ناصر جنگ کو بلا کر ۱۲ نصیحتین فرمائین - جنھین ہم ذیل مین درج کرتے ہین -

اول یہ کہ رئیس دکن کو لازم ہے کہ حتی المقدور مرہٹون سے جو اس نواح کے زمیندار ہین آشتی رکھین - دوم بنی آدم کی بیخ کنی مین جرات نہ کرین مگر مجرم کو قاضی کے حوالے کر دین اور خود قتل کا حکم نہ دین - سوم رئیسون کی طرح علی الدوام سیروا فی الارض مقام دوام نہ کرین - چہارم بعد ادائے فرض واجب کے اپنی اوقات کو امور متعلقہ کے انتظام مین صرف کرین اور فرصت کے وقت شبانہ روز کا اپنے نفس سے محاسبہ لین - پنجم قیام دولت کے لیے بزرگان دین سے استمداد چاہین اور انکے حفظ مراتب کا خیال رکھین - ششم لوگون کے حقوق تلفی نہ کرین اور مروت کا لحاظ رکھین ہفتم مناسب ہے کہ خاندان کی خبرگیری رکھے اور سرکاری کامون پر لوگون کو نوبت بہ نوبت خواہ فرقہ اسلام سے ہون یا غیر اسلام سے سال بسال نہایت دو سال تک مامور کرنا واجب جانین تاکہ دوسرے لوگ محروم نہ رہین - ہشتم برادران صغیر کو بجائے فرزندون کے سمجھکر اونکی پرورش و تربیت اور افزونی قدر و منزلت مین سعی بلیغ کرین اور ہدایت محی الدین خان کو منجملہ اپنے فرزندون کے شمار کرکے اوسکی شکست کے درپے نہووین - نہم - غمازون کی باتون پہ گوش بر آواز نہ ہون رذیل کو اپنی خدمت و مجلس مین دخل نہ دین - دہم ادنے لوگون کو حیثیت

سے زیادہ اور عمدہ لوگون کو ذلیل کامون پر مقرر نہ کرین - یازدہم ہمیشہ آداب سلطانی بجا
لاوین اور حضرت سلطان کی اطاعت مین کوتاہی نہ کرین - چنانچہ نادرشاہ نے ایک مرتبہ
فرط عنایت کے ساتھ مجکو عطار سلطنت کے ساتھ مخاطب کیا تھا مین نے عرض کیا مین
نوکر پیشہ آدمی ہون اگر ایسا ہوا تو نمک حرام مشہور ہونگا شاہ موصوف چونکہ ایک سخی آدمی
تھا بہت راضی ہوا اور آفرین کی - دوازدہم حتی الامکان اپنی طرف سے ابتدائی جنگ
نہ کرین بلکہ پیشتر اپنا حق قایم کرلین - من بعد میدان جنگ مین عجز و الحاح کے ساتھ جناب
باری سے مدد چاہین اور ثابت قدمی کے ساتھ رہین روبقبلہ ہوکر ہرگز جنگ نہ کرین -
سیزدہم - جو اسباب مین نے جمع کیا ہے اگر میرے قدم بقدم چلکر خرچ کروگے تو پشتون کی
لیے کافی ہوگا - چہاردہم - یہ خزانہ جو ہمراہ رکاب موجود ہے سپاہ اور تمام لوگون کی دلجمعی
خصوصًا ساہوکارون کی آبادی کے لیے ہے اسکو بالکل صرف نہ کرڈالنا - پانزدہم بمقتضائے
بشری جو اس پیری مین مجھہ سے ایک نامناسب فعل ہوا ہے یعنی نیا محل قرار پایا ہے چونکہ
ناموس کا معاملہ ہے اسلیے ہر حال مین اوسکا پاس رکھین - سانزدہم - زنار داران دکن تمام
گردن زدنی و کشتنی ہین اور بنڈت خانہ جو مشہور ہے وہ انہین کے قید کرنے کا مکان ہے -
مورو اور رام داس کو جو محمد نگر کے قلعہ مین قید ہین ہرگز رہا نہ کرین[1] - ہفدہم - برہان پور کے
لوگون سے احتراز رکھین بارہا تجربون سے معلوم ہوا کہ برہان پور اور بیجاپور کے لوگون کا
حال کشمیریون کے مانند ہے حتی المقدور ان کی صحبت سے بچتے رہین -

نظام الدولہ میر احمد خان ناصر جنگ شہید

نواب ناصر جنگ شہید کی پیدایش اور تعلیم کے حالات بالکل تاریکی کے عالم مین ہین
سنہ ۱۱۴۹ھ مین جب نواب نظام الملک آصفجاہ اول باجی راؤ سے صلح کرکے نادر شاہ کے
مقابلہ کے لیے دہلی روانہ ہوے تو اونہون نے اپنے فرزند ناصر جنگ شہید کو دکن کی

[1] ص ۲۴۹ - رشید الدین خانی مطبوعہ سنہ ۱۳۲۳ھ

صوبہ داری پر اپنا قایم مقام مقرر کیا۔ اور جب ۱۱۵۳ھ مین مغفرت مآب دہلی سے واپس آئے تو برہان پور پہونچکر انہین بیجاپور کی صوبہ داری کے لیے منتخب فرمایا۔

لیکن اونہون نے اوسکو پسند نہ کیا اور چند امرا اور منصب دارون کے ہمراہ روضہ خلدآباد کو چلے گیے۔ وہان عبدالعزیز خان نے انہین باپ سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ قلعہ ملکھیر سے وہ مع افواج چل کھڑے ہوے اور عیدگاہ کے قریب باپ بیٹون مین جنگ چھڑ گئی لڑائی ہوئی مگر ناتربیت یافتگی کے باعث فوج کے پانون اوکھڑ گیے گو فوج کے ایک بڑے حصہ نے انکا ساتھ چھوڑ دیا تھا لیکن وہ تن تنہا عرصہ تک لڑتے رہے۔ اور زندہ اور سلامت مغفرت مآب کی خدمت مین پہونچے جب نواب مغفرت مآب نے ۱۱۶۱ھ مین قضا کی تو سوم کے رسومات ادا کرنے کے بعد وہ مالی اور ملکی انتظامات کی جانب متوجہ ہوے نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خان صوبہ دار برار کو اپنا وزیر مقرر کیا اور مورو پنڈت کو پیشکاری کی جلیل القدر خدمت سرفراز فرمائی۔

۱۱۶۲ھ مین دربار شاہی سے اونکی طلبی کا فرمان پہونچا۔ اسپر انہون نے نواب صمصام الدولہ کو دکن کی صوبہ داری پر اپنا قایم مقام مقرر فرمایا۔ اور خود بہت بڑا لشکر لیکر عازم دہلی ہوے۔ لیکن ابھی دریاے نربدہ ہی تک پہونچے تھے کہ وہان سے واپسی کا حکم ملا۔ اور وہ مع الخیر اپنے دارالقرار کو واپس ہوے۔

اسی عرصہ مین ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ کی بغاوت کا حال سنا۔ مظفر جنگ نے ارکاٹ پر فوج کشی کر کے وہان کے صوبہ دار شہامت جنگ کو قتل کر دیا تھا۔ نواب صاحب نہایت عجلت کے ساتھ منزلین طے کرتے ہوے ارکاٹ پہونچے۔ مقابلہ سے پہلے ہی مظفر جنگ پہول چری (پانڈے چری) کو بھاگ گیے لیکن بعد کو وہان سے گرفتار ہو کر نواب صاحب کی قید مین آ گیے۔

نواب ناصر جنگ کو پانڈے چری کی فتح کا خیال پیدا ہوا۔ اور بہ نفس نفیس وہاں جانب

متوجہ ہوے۔ آٹھ ماہ تک مقابلہ رہا۔ اس درمیان مین بہت سے بڑے بڑے سردار کام آئے۔ ۱۷ محرم ۱۱۶۴ھ کو یورپین فوج نے عین بارش اور طوفان کے موقع پر شب خون مارا۔ باوجودیکہ وہ لاعلم تھے لیکن معلوم ہونے پر فوراً آمادہ پیکار ہو گئے۔ ہمت خان فوج مخالف سے ملگیا اور اُسنے بندوق سے نواب صاحب کا کام تمام کردیا۔ فوج کے بھی پانون اُکھڑ گیے اور میدان دشمن کے ہاتھ رہا۔ نعش روضہ خلد آباد بہیجی گئی اور وہان حضرت برہان الدین اولیا زری زربخش کے احاطہ مین دفن ہوئے۔ نواب صاحب کو شعر و سخن کا بھی شوق تہا۔ ناصر تخلص کرتے تھے ان کی طبیعت مین سنجیدگی حد درجہ کی تھی بیگم بازار کے قریب نواب شہید کا چلہ موجود ہے اور وہان انکے نام کے سانڈھ چھوڑے جاتے ہین

نواب ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ سعد اللہ خان

نواب صاحب نواب مغفرت مآب کے نواسے متوسل خان کے بیٹے اور بیجاپور کے صوبہ دار تھے۔ جب زمینداران چیتل درگ باغی ہوے تو وہ ان کی سرکوبی کیلیے روانہ ہوے۔ اور راہی کنڈہ کا محاصرہ کرلیا۔ اسی اثنا مین حسین دوست خان نوایط جو راگہوجی بھونسلہ کی قید مین تہا رہا ہوکر نواب مظفر جنگ سے آملا۔ جب ان کے مزاج مین کچھہ دخل پالیا تو اُس نے انکو کرناٹک پر قبضہ کرنے کے لیے آمادہ کیا۔

اُسوقت نواب ناصر جنگ کی طرف سے نواب شہامت جنگ کرناٹک کی صوبہ دار اور فوجدار تھے۔ نواب مظفر جنگ فرانسیسیون کی مدد اور حسین دوست محمد خان کو ہمراہ لیکر کرناٹک پر چڑھ دوڑے۔ شہامت جنگ بہی پانچ ہزار سوار لیکر میدان جنگ مین آئی۔ لیکن ۱۶ شعبان ۱۱۶۲ھ کو قتل ہوئے۔ اسکے بعد اونہون نے ارکاٹ کا محاصرہ کیا۔ لیکن جب ناصر جنگ کے آنے کی خبر پائی تو پانڈے چری (پہولچری) بھاگ گئے اور وہان سے ناصر جنگ کی قید مین آئے۔

جسدن نواب ناصر جنگ ہمت خان کی بندوق سے شہید ہوے اُسی دن قاتل پٹھانون نے نواب مظفر جنگ کو مسند نشین کیا۔ اور اونہون نے راجہ رام داس متصدی کو راجہ رگھوناتھ داس کا خطاب دیکر دیوان مقرر کیا۔ اور حیدرآباد روانہ ہوے۔ لیکن رائچور کے قریب ان مین اور پٹھانون مین مڈبھیڑ پر جنگ ہوگئی اور ۱۷۔ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ کو اُسی ہمت خان بہادر پٹھان کی بندوق سے نواب مظفر جنگ شہید ہوئے۔ اونہون نے صرف دو ماہ حکومت کی۔

امیر الممالک آصف الدولہ نواب سید محمد خان صلابت جنگ

نواب صاحب نواب مغفرت مآب کے تیسرے فرزند تھے اور سنہ ۱۱۳۰ھ مین پیدا ہوے۔ ۱۸ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ کو نواب مظفر جنگ کی شہادت کے بعد راجہ رگھوناتھ داس کی کوشش سے مسند نشین ہوے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ نواب منیر الملک مدار المہام کے داماد نواب شیر جنگ کے مشورے سے اورنگ آباد مین مسند نشین کئے گئے تھے۔ لیکن رگھوناتھ داس ہی کو خدمت دیوانی پر بحال رکھا۔ اس زمانہ مین فرنگیون سے کسی قدر مناقشہ تھا مگر اونہون نے صلح کر لی اور حیدرآباد روانہ ہوے۔

احمد شاہ بادشاہ دہلی نے اونہین آصف الدولہ کا خطاب عطا فرمایا۔ اسکے چند روز بعد وہ اورنگ آباد کو روانہ ہوے۔ وہان سے گیارہ ذی الحجہ ۱۱۶۴ھ کو احمد نگر مین داخل ہوے۔ انہین ایام مین دیوان بالاجی راؤ پسر باجے راؤ بر سر فساد تھا۔ نواب صاحب اونکی تنبیہ کے لیے پونا پہونچے۔ بالاجی راؤ بھی ۵۰ ہزار سوار لیکر مقابلہ کو آیا۔ اور ۱۲ محرم ۱۱۶۵ھ کو بمقام راجہ پور مڈبھیڑ ہوئی۔ بالاجی راؤ نے شکست پائی۔ اور نواب صاحب بافتح و ظفر حیدرآباد واپس آئے۔

ماہ ... مین مفسدون نے نواح بہالکی مین رگھوناتھ داس دیوان کا کام تمام کردیا۔ اس وقت

نواب صاحب نے سید لشکر خان کو اوس خدمت کے لیے منتخب فرمایا۔ اسکے بعد ۴ صفر کو نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خان دیوان مقرر کیے گئے۔ پھر ۶۔ ذیقعدہ سنہ ۱۱۶۷ھ کو نواب شجاع الملک بسالت جنگ بیجاپوری اس خدمت کے لیے بلائے گئے۔ اسپر صمصام الدولہ دولت آباد چلے گیے۔ اسی زمانہ مین ویشواس راو پسر بالاجی راو نے حوالی شہر مین پہونچکر فساد برپا کر رکھا تھا۔ نواب صاحب اون کی سرکوبی کے لیے سندہ کہیڑ تک گئے اور صلح کر کے اورنگ آباد ہوتے ہوے حیدر آباد تشریف لائے ۴۔ ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۵ھ کو وہ بیدر تشریف لیگیے۔ جب نواب نظام علیخان آصف جاہ ثانی کے نام احمد شاہ بادشاہ دہلی کے حضور سے صوبہ داری کا فرمان صادر ہوا۔ تو آپ ۱۴۔ ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۵ھ کو گوشہ نشین ہو گیے۔ ۲۔ اور بقول بعض ۳۔ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۷ھ کو اونہون نے بیدر مین وفات پائی اور شیخ المشائخ حضرت شیخ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب وہین دفن ہوے۔ نواب صاحب نے قریب ۱۲ سال کے حکومت کی۔

نواب میر نظام علیخان آصف جاہ ثانی

نواب صاحب نواب مغفرت مآب کے چھوٹے فرزند تھے یکم شوال سنہ ۱۱۴۶ھ صبح کے وقت پیدا ہوے۔ اور نظام علیخان نام رکھا گیا بعض مورخون کا قول ہے کہ انکا نام حفیظ الدین خان ہے۔ اور اسی سے تاریخ نکلتی ہے۔ اپنے پدر بزرگوار کی زندگی مین دربار دہلی سے انہون نے۔ خانی بہادری اور اسد جنگ کا خطاب پایا۔ نواب ناصر جنگ کی شہادت کے بعد جب نواب مظفر جنگ تخت نشین ہوے اور وہ بھی شہید کیے گیے تو نواب صاحب نے نہایت مردانگی کے ساتھہ پٹھانون کو قتل کر کے فساد مٹایا۔ اس معرکہ مین وہ خود بھی زخمی ہوے تھے اور چونکہ اونہون نے داد مردانگی دی تھی اسلیے اراکین دربار نے چاہا کہ وہی مسند نشین کئے جائین۔ لیکن نواب شیر جنگ

(سیف الملک کے دادا) نے مصلحتاً اور رواجاً امیر الممالک نواب صلابت جنگ کو مسند نشین کردیا۔ اِسلیے سنہ ۱۱۶۷ھ مین انہین برار کی صوبہ داری ملی۔ اس زمانہ مین موسی بوسی فرانسیسی اور حیدر جنگ کا بہت زور تہا اور انہون نے امیر الممالک پر تسلط پاکر صمصام الدولہ شاہ نواز خان کو قید کردیا تہا۔ انہین شورہ پشتون کا ارادہ تہا کہ نواب صاحب کو بھی قلعہ گولکنڈہ مین قید کردین اور اسکے لیے انہون نے تدبیرین کرنا شروع کردین تہین۔ لیکن نواب صاحب کے رفقار نے حیدر جنگ کا کام تمام کردیا۔ اور نہایت بہادری کے ساتھہ مقابلہ کرکے ایک بڑے ہنگامہ کا سد باب کیا گیا۔ اسکے بعد نواب صاحب نے متعدد لڑائیان لڑین اور بڑے سے بڑے میدان انہین کے ہاتھ رہے سنہ ۱۱۷۱ھ مین امیر الممالک نواب صلابت جنگ نے انہین آصفجاہ ثانی کا خطاب دیکر اپنا ولی عہد مقرر کیا۔

یہ سب کچھ نواب صاحب کی بہادری اور اوصاف پسندیدہ کے باعث ظہور پذیر ہوا ولی عہد ہوتے ہی اونہون نے ریاست کا کام انجام دینا شروع کیا۔ اور پانچ سال تک نہایت اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھہ اپنا فرض ادا کرتے رہے۔ اور سنہ ۱۱۷۶ھ مین جب اراکین ریاست کے مشورہ سے امیر الممالک قلعہ مین نظر بند کئے گیے تو اوسوقت نواب صاحب مستقل رئیس مقرر ہوئے۔ لیکن سیاہہ سرکاری سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۵ھ کو بھی وہ حکمران تھے۔

اسی سنہ مین انہون نے مہاراجہ پرتاب ونت کو مختار کل کرکے مرہٹون کا فساد رفع کرنے کے لیے لشکر جمع کیا۔ اور نندگانون پہونچ کر رگھوناتھہ راؤ سے مقابل ہوے اور اوس سے پچاس ہزار روپیہ کا ملک اور قلعہ دولت آباد بطور نذر حاصل کیا۔ اسکے بعد بعض وجوہ سے نواب صاحب اور رگہوناتھہ راؤ مین جنگ چہڑ جانے کے آثار پیدا ہوگیے اور انہون نے عملی صورت اختیار کی۔

رگھوناتھ راؤ اورنگ آباد۔ بگلانا ہوتا ہوا۔ بقصد تاراجی برار روانہ ہوا اور گھوستا ہوا
حیدرآباد کی طرف چلا آیا۔ لیکن نواب آصفجاہ ثانی بھی اسکے تعاقب مین رہے۔ اور
اپنے ملک کو اسکی دست وبُرد سے بچایا۔ اسکے بعد انہین پونا کی تاراجی کا خیال آیا
اور وہان پہونچ کر اوسے قرار واقعی تاراج کیا۔ وہان سے قلعہ اوسہ ہوتے ہوئی بقصد
اورنگ آباد روانہ ہوئے اور ۲۸۔ محرم ۱۱۷۷ھ کو گنگا پار ہوگئے۔

راجہ پرتاب ونت وٹھل داس بقیہ لشکر کے ساتھہ دریا کی طغیانی کے باعث
گنگا کے کنارے خیمہ زن تھے کہ جانوجی بھونسلا کی تحریک پر رگھوناتھہ راؤ اُن سے
جنگ آزما ہوا۔ اور اوس جنگ مین مہاراجہ کا کام تمام کردیا۔ نواب صاحب یکم صفر کو اورنگ آباد
پہونچے اور رگھوناتھہ راؤ بھی اونکے ساتھہ ہی ساتھہ چلا گیا۔ وہان پہونچکر اوسنے شہر کا محاصرہ
کرلیا۔ لیکن بغیر کسی جنگ کے دونون مین صلح ہوگئی۔ اس کے بعد نواب آصفجاہ ثانی
نے راجہ پرتاب ونت کی جگہ نواب رکن الدولہ میر موسیٰ خان کو اپنا وزیر مقرر فرمایا اور یکم ربیع الاول
۱۱۷۷ھ کو حیدرآباد تشریف لائے۔ یہان سے پیشکش وصول کرنے کی غرض سے
ارکاٹ گئے اور وہان پہونچکر والی ارکاٹ نواب والاجاہ سے زرنقد اور تحفہ وتحائف
وصول کرکے اوسے معافی دی۔ وہین نواب قطب الدولہ فوجدار سیکاکول اور راجمندری
بھی آکر ملے۔

نواب صاحب وہان سے حیدرآباد تشریف لائے اور موسم برشگال گزرنے کے بعد
برار کا قصد کیا۔ اور جانوجی سے پیشکش وصول کرکے اورنگ آباد ہوتے ہوے حیدرآباد
پہونچے اور یہان امورات مملکت کی جانب متوجہ ہوے اور ۱۱۸۰ھ مین حیدرعلی سے
لڑنے کے لیے سرنگ پٹن (میسور) روانہ ہوے۔ اس جنگ مین نواب صاحب
اور مادھوراؤ سندھیا انگریزون کے معاون تھے۔
لیکن حیدرعلی نے اونہین اپنا معین بنالیا اور جنگ چھڑ گئی۔ آخر مین محمد علی

والاجاہ نے نواب صاحب اور سرکار انگریزی مین صلح کرادی اور پھر وہ ہمیشہ اونکے طرفدار رہے ۔ ۶ ۔ ذی الحجہ ۱۱۸۱ھ کو نواب صاحب حیدرآباد تشریف لائے ۔ اور ۲ شعبان ۱۱۸۲ھ کو بعض سرکشون کی تادیب کے لیے انہین پھر حیدرآباد چھوڑنا پڑا ۔ اس سفر مین دریاے کرشنا کو عبور کرکے انہون نے قلعہ گرگنڈہ پر قبضہ کیا اور وہان سے نرمل وغیرہ تسخیر کرتے ہوئے بلدہ واپس آئے ۔

۲۲ ۔ جمادی الثانی ۱۱۸۵ھ کو نواب اکبر علیخان کا عقد نواب شجاع الملک بسالت جنگ کی صاحبزادی سے ہوا ۔ اسی زمانہ مین جب نارائن راؤ پیشوا اپنے باپ کا جانشین ہوا تو اوسکے چچا رگھوناتھ راؤ نے پہلے سے بھی زیادہ پانون پھیلاے ۔ یہان تک کہ خودمختار ہوگیا ۔ اور سرکار نظام پر فوج کشی کی ۲۳ ۔ شعبان ۱۱۸۷ھ کو نواب میر نظام علیخان اسکی تادیب کے لیے روانہ ہوے اور قلعہ بیدر پر مقابلہ ہوا ۔ ایک ماہ تک جنگ ہوتی رہی اور آخر مین صلح ہوگئی ۔ اسکے بعد نواب صاحب ہمناباد کے قصد سے روانہ ہوے ۔ کہ اس اثنا مین دربار دہلی سے خلعت فاخرہ اور فرمان صادر ہوا ۔ انہون نے فرمان لانیوالو نکا استقبال کیا ۔ اور ہمناباد سے گلبرگہ شریف پہونچے ۔ گلبرگہ کسی سیاسی غرض سے نہین گئے تھے بلکہ حضرت خواجہ بندہ نواز کے مزار پرانوار کی زیارت مقصود تھی وہان سے دریاے بھیمرا کے متصل قلعہ اودگیر تشریف لے گیے اور اودگیر سے پیشکش وصول کرنے کے لیے موضع کونورہ پہونچے ۔

کونورہ مین معلوم ہوا کہ رگھوناتھ راؤ پھر باغی ہوگیا اور اسنے قلعہ محمدآباد بیدر کو لوٹ لیا ۔ یہ سنکر نواب صاحب ۲۷ ۔ شعبان ۱۱۸۷ھ کو دریاے بھیمرا عبور کرکے قلعہ مرغ کے قریب پہونچے لیکن ان کے آنیکی خبر پاکر رگھوناتھ راؤ وہان سے چلدیا تھا ۔ اسکے بعد وہ مع فوج کی قلعہ پرینڈا ہوتے ہوئے احمدنگر تشریف لے گیے ۔ وہان بھی رگھوناتھ راؤ کو نہ پایا ۔ کیونکہ وہ بیجاپور چلا گیا تھا ۔ انہون نے بہی وہان تک اسکا تعاقب کیا مگر بے سود ہوا ۔

آخر بوجہ موسم برشگال نواب صاحب اورنگ آباد تشریف لے گئے۔ اور جب بارش گزر گئی تو پھر برہانپور کا قصد کیا۔ وہان پہونچنے سے پہلے وہ سلطان پور اور تھالنیر تشریف لے گیے۔ انہین دنون راگھوجی بہونسلا کے لڑکون مین جھگڑا شروع ہوا۔ اسکے تصفیہ کیلیئے وہ محرم ۱۱۹۰ھ مین ناگپور گیے اور وہان باحسن وجوہ معاملات کا تصفیہ کیا۔ اسکے بعد ناگ پور ایلچ پور تشریف لے گیے۔ راہ مین رکن الدولہ مدار المہام کو فیضو سپاہی نے قتل کر دیا۔ اور اسمعیل خان بھی مخالف کے ہاتھون سے مارا گیا۔

بعد قتل رکن الدولہ نواب صمصام الدولہ کو مدار المہامی سے سرفراز کر کے آپ وسط جمادی الاول سنہ الیہ مین اورنگ آباد پہونچے اور حیاز الملک کو رگھوناتھہ راؤ کی تنبیہہ کے لیے روانہ کر کے آپ شولاپور کے طرف متوجہ ہوے اور دریاے مالوہ ہوتے ہوے ایام عشرہ محرم ۱۱۹۰ھ مین قلعہ کلیان مین فروکش ہوئے اور شولاپور سے پہرتے ہوے حیدرآباد داخل ہوے

نواب آصفجاہ نظام الملک نے ۲۷۔ ذی الحجہ ۱۱۹۲ھ کو گنگن پہاڑ اور گولکنڈہ کا دورہ کیا پہلے انگریزون سے رسل ورسائل نہ تھی اسیلیے ۸۔ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ کو مسٹر ہالینڈ انگریزون کی جانب سے حیدرآباد آئے اور نواب صاحب کے دربار مین باریابی حاصل کی ۱۱۹۶ھ مین نواب صاحب نے قلعہ نرنل کا ارادہ کیا اور کولاس تک گیئے۔ لیکن برسات کے باعث وہان سے آگے نہ بڑہ سکے اور پیشکش وصول کر کے واپس ہوئے۔

۱۱۹۷ھ مین پھر قلعہ نرنل کی طرف روانہ ہوے۔ احتشام جنگ جوان کی طرف سے نرنل کا حاکم مقرر تہا۔ وہ باغی ہوگیا۔ لیکن آخر مین اوسنے اطاعت قبول کی۔ اس لیے اسے برار کی نظامت پر مقرر کر کے خود حیدرآباد واپس تشریف لائے۔ اور یہان پہونچ کر نواب غلام سید خان سہراب جنگ۔ معین الدولہ مشیر الملک کو دیوانی کی خدمت سپرد فرمائی۔ اسکے بعد چھہ سال کے قریب رعایا کی فلاح وبہبود مین گزارے اور اسی عرصہ مین میر ابوالقاسم کو مع چند امرا کے تحایف دیکر لارڈ کارنوالیس کے پاس روانہ کیا۔

جب وہ وہان سے تحایف لیکر کامیابی کے ساتھہ حیدرآباد واپس آے تو انہین "میر عالم بہادر" کے معزز خطاب سے ممتاز فرمایا۔ اسی وقت سے گویا سرکار انگریزی اور سرکار نظام کے ساتھہ سلسلہ محبت واتحاد قایم ہوا۔ اور خدا کے فضل سے ہماری سلطنت اب تک دولت انگلشیہ کی ہوا خواہ ہے۔

حیدر علی نے ۱۱۹۶ھ مین قضا کی اور ٹیپو سلطان کو اپنا جانشین چھوڑا۔ اوس نے پہلے تو سرکار انگریزی سے جنگ کی ٹھانی مگر بعد گورنر مدراس سے دوستی کر لی۔ لیکن تمکبے اسوقت اسکی قوت اور حکومت حیدر علی کے زمانہ سے زیادہ بڑھ کر تھی اور اس کی ترقی مین حد سے زیادہ کوشان تہا۔ اوہر قلعہ اوہونی کے حملہ کی خبر اور پنڈت پر وہان کی شکایت نواب نظام علیخان کو پہونچی۔ اسکے سوا انگریز بھی اوسکے دشمن تھے۔ گو اُس دشمنی کی کوئی خاص وجہ بھی ہو لیکن ظاہر اسباب یہ تھے کہ انگریزون کے دوست مہاراجہ ٹراونکور کو وہ مغلوب کرنا چاہتا تھا۔ اسوجہ سے لارڈ کارنوالیس ٹیپو کی سرکوبی کے لیے آمادہ ہوے۔ نواب آصفجاہ نے انگریزون کی حمایت مقدم سمجھہ کر ٹیپو سلطان کو دوستانہ مشورہ دیا۔ مگر اسنے کسی کی ایک نہ سنی اور اپنی ہٹ پر قایم رہا۔

اسپر نواب صاحب ۱۲۰۴ھ مین بہت بڑی فوج کے ساتھ قلعہ پانگل کی طرف روانہ ہوے۔ وہان سے مرشد زادہ نواب سکندر جاہ کو معہ چند تجربہ کار امرا اور فوج کے سرنگ پٹن پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ اور خود قلعہ مین مقیم رہے۔ نواب سکندر جاہ سے پنڈت پردہان اور ہری پنڈت پھڑکے بھی آکر ملے۔ لارڈ کارنوالیس بھی کلکتہ سے مدراس پہونچے۔

جنگ شروع ہوئی اور ۱۲۰۵ھ مین بنگلور فتح ہوگیا۔ پھر ٹیپو نے "ارسی کھیرا" پر پوری طور سے شکست پائی۔ ان دونون واقعون کے بعد پایہ تخت میسور (سرنگ پٹن) کا فتح ہونا کچھہ مشکل نہ تہا کیونکہ بیرون فصیل تک قبضہ ہو چکا تہا۔ مگر اُس درمیان مین

صلح ہوگئی۔ عہد نامہ کے روسے سرکار نظام کو اس جنگ مین ایک کرور روپیہ نقد اور ایک کرور کا ملک گنجی کوٹہ۔ سدہو کوٹ وغیرہ ملا۔ ۱۲۰۷ھ مین جنگ موقوف ہوئی۔ اسکے بعد نواب نظام علیخان بہادر حیدر آباد تشریف لائے۔

یہ وہ زمانہ تہا کہ قحط سالی کے باعث جوار روپیہ کو سیر بھر ملنا مشکل تھی اور گرانی کی وجہ سے لاکھون جانین نذر اجل ہوگئین تہین اس عرصہ مین مہاراجہ مہاجی سندھیا بغرض اتحاد ان سے ملنے آئے تھے۔ نواب صاحب ان کے استقبال کے لیے محمد آباد بیدر تک تشریف لے گیے اور وہان ان کی آمد آمد کے منتظر رہے لیکن یکایک خبر آئی کہ انہون نے انتقال کیا۔ مرگ ہاشمی کے فرزند دولت راؤ ان کے جانشین ہوے انہون نے نانا پہڑنویس کو اپنا نائب مقرر کیا۔ یہ ایک ہوشیار اور چالاک شخص تہا۔

سر جان شور گورنر جنرل اس زمانہ مین ہندوستان کے فرمان روا تھے ان کی طبیعت کچھ ایسی صلح کل واقع ہوئی تھی کہ وہ لڑائی کو مطلق پسند نہ کرتے تھے۔ اس وجہ سے مرہٹون کی ہمت بڑہی اور انکی طاقت دن بدن مضبوط ہونے لگی۔ اہنون نے سرکار نظام سے جنگ کی ٹھانی چنانچہ نواب نظام علیخان ۱۳۔ شعبان ۱۲۰۹ھ کو قلعہ کہرڑلا مین صف آرا ہوے۔ اور جنگ چھڑی۔ نواب صاحب کے پاس ایک لاکھہ فوج تھی۔ پہلے تو میدان نواب صاحب کے ہاتھہ رہا مگر آخر مین فوج کے قدم اکھڑ گئے۔ اسوجہ سے نواب آصف جاہ بہادر کو قلعہ بند ہونا پڑا۔ پنڈارے جو ایک لٹیری قوم سے تعلق رکھتے تھے اور اکثر موقعون پر مرہٹون کا ساتھہ دے چکے تھے۔ اہنون نے نواب صاحب کی فوج کو اس مرتبہ خوب لوٹا۔ ۲۲۔ روز تک مرہٹے اور پنڈارے ملکر نواب صاحب سے لڑتے رہے۔ آخر مین پنڈت پر دہان نے طرفین مین صلح کرا دی۔ اس صلح کے بموجب نواب مشیر الملک مرہٹون کی قید مین دئے گیے۔ اسکے بعد نواب صاحب بارہ رمضان ۱۲۰۹ھ کو عازم وطن ہوئے۔

حیدر آباد پہنچکر نواب مشیر الملک کی جگہ راجہ شام راج ملکی اور مالی مقدمات فیصل
کرنے کے لیے مقرر کیے گیے۔ اس زمانہ مین کچھہ فوج تخفیف کردی گئی تھی۔ وہ
مرشدزادے نواب عالیجاہ بہادر سے آکر ملگئی۔ اور انکو بغاوت پر آمادہ کیا۔ چنانچہ وہ
۹۔ ذی الحجہ ۱۲۰۹ھ کو قلعہ محمد آباد بیدر پر قابض ہو گئے۔ پہلے اونہین فہمایش کی گئی
جب وہ نہ مانے تو میر عالم مع جمعیت موسے رہمو اور پائگاہ کی فوج کے روانہ ہوئے
باغی میدان مین آئے مگر شکست کہاکر بہاگے۔ نواب عالیجاہ بہادر اورنگ آباد چلے
گئے اور وہان سے واپسی کے وقت راہ مین انتقال کیا۔ ٹیپو سلطان نے انہین
دنون نپولین بوناپارٹ سے اس وقت مدد مانگی تھی۔ جب وہ مصر پر جنگ آزما تھا۔
اسلیے سرکار انگریزی کو فرض ہوا کہ اوسکی سرکوبی کیجاے۔ اسلیے لارڈ ولزلی نے نواب
نظام علیخان سے مدد مانگی اور باقاعدہ عہدنامہ مرتب ہوا۔ اسکے ذریعہ سے اتحاد کے
ضمن مین دولت انگلشیہ کو یہ تسلیم کرانا تھا کہ سرکار انگریزی کی حکومت ہندوستان کی تمام
حکومتون پر فوقیت رکہتی ہے۔ اسی عہدنامہ کی رو سے انگریز قلمرو نظام کے محافظ بنے۔
انہون نے کنٹینجنٹ فوج قایم کی اور سرکار عالی کو آگاہ کردیا۔ کہ بغیر اجازت لڑائی یا
صلح نہین کرسکتے۔ اسکے سوا ایک شرط کے بموجب سرکار نظام کا انگریزون کو مدد
دینا لازمی قرار پاگیا۔ ان شرطون مین ایک شرط یہ بھی تھی کہ حسب موقع یہ تبدیل بھی
کیجاسکتی ہین اس عہدنامہ کی ایک جداگانہ شرط کے موافق ربیع الاول ۱۲۱۳ھ مین
فرانسیسون سے ہتیار لیکر انہین خارج البلد کیا گیا۔

اس عہدنامہ کے بعد نواب میر نظام علیخان نے بسر کردگی نواب میر عالم ۱۲۱۳ھ
مین ایک کثیر فوج سرنگ پٹن روانہ فرمائی۔ گورنر جنرل مدراس مین داخل ہوے اور
انگریزی فوج مدراس اور ملبار سے سرنگ پٹن پہونچی۔ اس موقع پر ٹیپو سلطان سے
معرکۃ الآرا جنگ ہوئی جس مین وہ شہید ہوا اور اس کی فوج نے کامل شکست پائی۔

ٹیپو سلطان کی وفات کی تاریخ اس مصرع سے نکلتی ہے ؎ نسل حیدر شہید اکبر شد ۔ ۱۲۱۴ھ

ملک مفتوحہ کے جو اضلاع قلمرو نظام سے ملے تھے وہ نواب نظام علیخان بہادر کو ملے ۔ میر عالم مع فوج کنٹنجنٹ حیدرآباد واپس آئے اور حسین ساگر کے قریب کنٹنجنٹ کی چھاونی مقرر ہوئی ۔ اس معرکہ کے بعد نواب نظام علیخان بہادر کی حمایت سے سرکار انگریزی کی حکومت دکن تو کیا بلکہ تمام ہندوستان مین تسلیم کرلی گئی ۔ اسی زمانہ ۱۲۱۴ھ مین نواب سکندر جاہ بہادر کا عقد جہان پرور بیگم صاحبہ سے ہوا ۔ اور نواب ارسطو جاہ بہادر کی وجہ سے میر عالم وکالت سرکار انگریزی سے موقوف ہوکر قلعہ درور مین قید ہوئے ۔

اگر نواب صاحب ۔ کی لڑائیون کے حالات لکھے جائین تو ایک مستقل کتاب تیار ہوسکتی ہے ۔ انہون نے سن تمیز کو پہونچکر نبرد آزمائی کی ابتدا کی اور آخر عمر تک اس مشق کو جاری رکھا ۔ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی کوئی لڑائی ایسی نہ تھی جس مین انہون نے داد مردانگی نہ دی ہو انکی دلیری کی تعریف ہندوستان سے یورپ تک پہنچ گئی تھی اور وہان کے لوگ یہ باتین سنکر متحیر ہوتے تھے ۔ انہون نے نہایت ثابت قدمی کے ساتھہ انگریزون کا ساتھہ دیا ۔

نواب نظام علیخان بہادر کو عمارتین بنوانے کا بھی شوق تھا ۔ چنانچہ ان کے زمانہ مین جو عمارتین تعمیر یا ترمیم ہوئین انکے نام یہ ہین ۔ روشن بنگلہ ۔ روشن محل ۔ غنی محل[۱] ۔ چار بنگلہ گلشن محل ۔ شادی خانہ ۔ خلوت مبارک ۔ پنج محلہ ۔ مہابت محل وغیرہ تعمیر کرائی ۔ نوازش محل کے مہتمم نوازش علیخان تھے قلعہ گولکنڈہ مین بھی بعض عمارتین بنوائین ۔ نواب صاحب کی خاص بیگمات مین سے بخشی بیگم صاحبہ نے حصار بیگم بیٹھہ اور چاوڑی وغیرہ بنوائی ۔ تہنیت النسا بیگم صاحبہ والدہ سکندر جاہ بہادر نے تہنیت نگر ۔ (لالہ گوڑہ) مع حصار ۔ محل ۔ باغ اور کمان اور درگاہ حسین شاہ ولی قبلہ قدس سرہ کی تعمیر کرائی ۔ اس عہد کی بعض

[۱] یہ محل غنی یار خان خانسامان کے اہتمام مین تعمیر ہوا ۔

عمارتون کا اب نشان بھی نہین ہے۔ اور اکثر غیر معروف حالت مین ہین ناظرین اب ذرا دل پر ہاتھ رکھہ لین کیونکہ اس جوان مرد۔ شیر دل اور مستقل مزاج رئیس کے انتقال کا وقت قریب ہے۔ نواب صاحب مرشدزادہ کیوان جاہ کی رسم تسمیہ خوانی مین شریک تھے کہ یکایک مزاج بگڑنا شروع ہوا۔ معالجہ کرایا مگر بے سود۔ بیالیس برس حکومت کرکے ٧٠ سال ٢ ماہ سترہ یوم کی عمر مین ١٧ ربیع الثانی ١٢١٨ھ کو انتقال فرمایا۔ اولاد۔

(١) نواب عالیجاہ بہادر نہایت متقی پرہیزگار اور ذی علم تھے۔ بغاوت کی اور بعد بغاوت ١٢٠٩ھ مین وفات پائی۔ (٢) نواب اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ آصف جاہ ثالث (٣) نواب جہاندار جاہ میر ذوالفقار علیخان بہادر نہایت ہی نیک مزاج تھے ١٢٤٣ھ مین انتقال کیا۔ (٤) میر جمشید علیخان جمشید جاہ بہادر ١٥ سال کی عمر مین انتقال کیا۔ (٥) نواب فریدون جاہ میر سبحان علیخان بہادر۔ انہون نے عشرہ اوّل ماہ ربیع الاول ١٢٢٠ھ مین وفات پائی۔ (٦) نواب اکبر جاہ میر تیمور علیخان بہادر (٧) سلیمان جاہ میر جہانگیر علیخان بہادر۔ (٨) نواب کیوان جاہ انہون نے ١٢٤٣ھ مین وفات پائی۔ ان صاحبزادون کے سوا دس صاحبزادیان بھی تھین۔ جن مین سے ایک بشیر النسا بیگم صاحبہ بھی تھین خاندان شاہی سے یہ پہلی خاتون تھین۔ جو خاندان پایگاہ مین بیاہی گئین۔

نواب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ آصف جاہ ثالث

نواب میر نظام علیخان بہادر کے سب سے بڑے فرزند نواب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ آصف جاہ ثالث یکم رجب ١١٨٢ھ کو پیدا ہوے باپ کے زیر سایہ تعلیم پائی اور انہین کے سامنے فنون جنگ کی تحصیل کی۔ بڑے ہو کر نواب غفران مآب کے ہمراہ لڑائیون مین خود داد شجاعت دی۔ اوسکا مجمل ذکر ہم نواب صاحب کے ساتھ لکھ چکے ہین۔ نواب سکندر جاہ کی شجاعت نے یار و اغیار کے دلون پر سکہ جما دیا تھا۔

یہی وجہ ہوئی کہ نواب آصف جاہ ثانی نے انتقال فرمایا تو اعیان دولت اور ارکان سلطنت
نے انہین ۲۲ - ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ کو تخت نشین کیا - تخت سلطنت پر متمکن ہونے پر انہون
نے نواب ارسطو جاہ کو بدستور مدار المہام بحال رکہا - اور اپنے بہائیون کی تنخواہون مین اضافہ
کیا - منجملہ اور کامون کے نواب سکندر جاہ نے ایک کام یہ بہی کیا کہ اپنی گورنمنٹ اور گورنمنٹ
انگلشیہ کے درمیان سابق معاہدون کی تصدیق کر کے اتحاد قایم رکہا -

۲۸ - محرم ۱۲۱۹ھ کو نواب ارسطو جاہ نے مرض بخار سے انتقال کیا - اور راجہ رگہوتم راؤ
نائب پیشکار دو ماہ تک مدار المہامی کا کام انجام دیتے رہے - لیکن آخر مین صاحب رزیڈنٹ
کی سفارش پر نواب میر عالم بہادر ۴ - ربیع الثانی سنہ الہجری کو مدار المہامی کے منصب
جلیلہ پر سرفراز کیے گئے - سنہ ۱۲۲۰ھ مین جشن سالگرہ ترتیب دیا گیا - جس مین امرا و دربار کو خطابات
عطا ہوئے -

راجہ مہیپت رام جو نواب غفران مآب کے زمانہ مین پنڈارون کی شورش رفع کرنے
گئے تھے - وہ بھی حسب الطلب اسی زمانہ مین حاضر ہوئے - انہون نے نواب میر عالم
سے نواب صاحب کو بدظن کرنا چاہا لیکن صاحب رزیڈنٹ کی سفارش سے رنجش دور
ہوگئی اور راجاے مذکور شہر بدر کئے گئے - انہون نے قلعہ سگر شاہ پور مین پہونچکر فوج جمع
کی اور سرکار سے معرکہ آرا ہوئے لیکن حیدرآباد کی انگریزی فوج نے انہین مار بھگایا -

۱۸ - صفر سنہ ۱۲۲۱ھ کو راجہ چندو لعل کو خدمت پیشکاری عطا ہوئی ۲۰ شوال سنہ ۱۲۲۳ھ کو
جب نواب میر عالم نے انتقال کیا اور میر مومن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دائرہ مین دفنائے
گئے اور ان کی جگہ ۱۵ - رجب سنہ ۱۲۲۴ھ کو انکے داماد نواب منیر الملک مدار المہام مقرر ہوئے
سنہ ۱۲۲۹ھ مین خونخوار پنڈارون نے لوٹ مار شروع کردی اور دریاے نربدا کے قریب کچھ
زمین بھی حاصل کرلی - انکے استیصال کے لیے سرکار نظام کی فوج کے سوا مسٹر مالکم کی
تحت مین انگریزی فوج بھی روانہ ہوئی -